سہ ماہی

اپریل۔جون ۲۰۱۷ء

TEHRIK-E-WAQF-E-NAU

اسماعیل

واقفین نو کا تعلیمی و تربیتی رسالہ

شمارہ نمبر 6

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مندرجات

اپریل۔جون 2017ء

رابطہ کے لئے

editorurdu@ismaelmagazine.org
Waqf-e-Nau Central Department
22 Deer Park Road
London SW19 3TL,UK
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643

مدیر اعلیٰ/مینیجر
لقمان احمد کشور

مدیر (اردو)
فرخ راحیل

مجلس ادارت
صہیب احمد، عطاء الحیٔ ناصر
راشد مبشر طلحہ

معاون مینیجر
اطہر احمد باجوہ

سرورق ڈیزائن
عثمان ملک

سوشل میڈیا اینڈ ڈیزائن
مشرف احمد

مدیر (انگریزی)
قاصد معین احمد
editorenglish@ismaelmagazine.org

پرنٹنگ
رقیم پریس فارنہم یوکے

آن لائن (Online)
www.alislam.org/ismael

Twitter
@ismaelmagazine

قال اللہ تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔

(سورۃ البقرۃ:184)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

تفسیر: **حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:**

"دنیا میں بعض تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں جو منفرد ہوتی ہیں۔ اکیلے انسان پر آتی ہیں اور وہ اُن سے گھبراتا ہے۔ شکوہ کرتا ہے کہ مَیں اِن تکالیف کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن بعض تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں جن میں سارے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ ان تکالیف پر جب کوئی انسان گھبراتا یا شکوہ کا اظہار کرتا ہے تو لوگ اُسے یہ کہہ کر تسلّی دیا کرتے ہیں کہ میاں یہ دن سب پر آتے ہیں۔ اور کوئی شخص یہ امید نہیں کر سکتا کہ وہ ان تکلیفوں سے بچ جائے۔ مثلاً موت ہے۔ موت ہر انسان پر آتی ہے۔ دنیا میں کوئی احمق سے احمق انسان بھی ایسا نہیں مل سکتا جو کہے کہ مَیں کوشش کر رہا ہوں کہ مجھ پر موت نہ آئے۔ موت اس پر ضرور آئے گی چاہے جلدی آجائے یا دیر میں۔ پس كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ کہہ کر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ روزے ایسی نیکی، ثواب اور قربانی ہیں جن میں سارے ہی ادیان شریک ہیں۔ اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کیا ہے۔... پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے مسلمانو! تم ہوشیار ہو جاؤ۔ ہم تم پر روزے فرض کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی تمہیں بتا دیتے ہیں کہ روزے پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے۔ اور انہوں نے اس حکم کو اپنی طاقت کے مطابق پورا کیا تھا۔ اگر تم اس حکم کو پورا کرنے میں سُستی دکھاؤ گے تو وہ قومیں تم پر اعتراض کریں گی۔ اور کہیں گی کہ ہمیں بھی خدا تعالیٰ نے روزوں کا حکم دیا تھا اور ہم نے اُسے پورا کیا۔ اب تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں تو تم اس حکم کو صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے۔ غرض مسلمانوں کی غیرت اور ہمّت بڑھانے کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے۔ اور اُن قوموں نے اپنی طاقت کے مطابق اس حکم کو پورا کیا تھا۔" (تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 370)

قال الرسول ﷺ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ: کُلُّ عَمَلِ بْنِ اٰدَمَ لَہٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ۔ وَ الصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَ لَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ: اِنِّیْ صَآئِمٌ۔ وَ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ۔ لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُھُمَا، اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ، وَ اِذَا لَقِیَ رَبَّہٗ فَرِحَ بِصَوْمِہٖ۔

(بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم)

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور مَیں خود اس کی جزا بنوں گا یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے، پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شر کرے۔ اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ مَیں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدّر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہو گی جب روزے کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہو گی۔

☆...☆...☆

کلام الامام۔ امام الکلام

روزہ کی حقیقت

''انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''تیسری بات جو اسلام کا رُکن ہے، وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالَم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے، بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے، دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے، اُنہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا اُنہیں مل جاوے۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 102۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اداریہ

27/مئی: یوم خلافت کی اہمیت اور اس سے وابستہ رہنے کی تلقین

رمضان المبارک کی اہمیت اور برکات

جماعت احمدیہ عالمگیر 27مئی کو یوم خلافت مناتی ہے۔ یہ وہ دن ہے جب خلافت احمدیہ کا آغاز ہوا تھا اور حضرت الحاج حکیم مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ بطور خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے۔یہ وہ دن تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی پیشگوئیوں کے مطابق خلافت علی منہاج نبوۃ کا قیام ہوا یعنی اس خلافت کا قیام ہوا جو اَب قیامت تک جاری رہنی ہے۔ چنانچہ واقفینِ نَو کو خاص طور پر اس دن کے حوالہ سے مطالعہ کرنا چاہئے اور اپنے علم میں لانا چاہئے کہ وہ کون کون سے عظیم الشان وعدے تھے جو خلافت احمدیہ کے قیام سے پورے ہوئے۔ اس زمانہ میں ہم انتہائی خوش نصیب ہیں کہ ہم اسی خلافت کے ہاتھ پر بیعت کر کے متحد ہیں۔ باقی مسلمان دنیا کا حال تو سب کے سامنے ہے۔ اس لئے ہمیں خلافت احمدیہ کی بہت قدر کرنی چاہئے اور خلیفۂ وقت کی ہر بات کو ماننا اور اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا چاہئے۔ خلافت کی حقیقی اطاعت ہی ہماری کامیابی اور کامرانی کی ضمانت ہے۔ حال میں ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ یوکے کے نیشنل وقفِ نَو اجتماع پر واقفینِ نَو کو براہِ راست مخاطب کر کے بہت اہم ہدایات دی ہیں۔ اس خطاب کا اردو ترجمہ اسی شمارہ کی زینت ہے۔ ہم واقفین کو چاہئے کہ اسے بار بار پڑھیں، اس کے نوٹس بنائیں اور دوسرے واقفینِ نَو تک بھی یہ باتیں پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

....

اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو ہر سال اخلاقی اور روحانی بلندی کے حصول کے لئے کئی مواقع فراہم کرتا ہے۔ان مواقع میں سے ایک عظیم الشان موقع رمضان المبارک کی صورت میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں امسال بھی رمضان المبارک کا مہینہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم پر قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے غارِ حراء میں جا کر دنیا سے کلیۃً کنارہ کشی اختیار کی اور اپنی تمام تر توجہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں لگا دی۔ آپؐ عام دنوں میں بھی دوسرے مسلمانوں سے زیادہ عبادت کرتے اور رمضان المبارک میں تو اس سے بھی زیادہ عبادت کرتے تھے۔اس پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے جب ہم رمضان کے معنی پر غور کرتے ہیں تو پھر ہمیں سمجھ آتا ہے کہ رمضان کو رمضان کیوں کہا جاتا ہے۔

> حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:
>
> ”رَمَض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رَمَضان میں چونکہ انسان اَکل و شُرب اور تمام جسمانی لذّتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مِل کر رَمَضان ہوا۔ اہلِ لُغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا اس لئے رمضان کہلایا، میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارتِ دینی ہوتی ہے۔ رَمض اُس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتّھر گرم ہو جاتے ہیں۔“
>
> (ملفوظات جلد 1 صفحہ 136۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک میں روزے رکھنے، قرآن کریم کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنے اور قُربِ الٰہی کے حصول کے لئے زیادہ سے زیادہ اپنے اوقات عبادت میں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ یوکے کے نیشنل وقفِ نَو اجتماع کے موقع پر
حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے زرّیں نصائح پر مشتمل اختتامی خطاب کا اردو مفہوم

فرمودہ 26/ فروری 2017ء بمقام طاہر ہال، بیت الفتوح، مورڈن

(ترجمہ: فرخ راحیل۔مدیر اردو رسالہ اسماعیل)

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج آپ سب یہاں نیشنل وقف نو اجتماع کے لئے جمع ہوئے ہو۔ آپ مَیں سے بعض حیران ہو رہے ہوں گے کہ ہم کیوں ہر سال ایسی تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں۔ہم اس وجہ سے ایسی تقریبات منعقد کرتے ہیں تاکہ آپ سب ممبرانِ وقف نو کو آپ کی ذمہ داریوں کی اہمیت یاد دلائی جائے، آپ کو اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے تربیت دی جائے اور آپ کی رہنمائی کی جائے۔

سب سے پہلے آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف آپ کا نام وقفِ نَو کی فہرست میں ہونا بذات خود کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ آپ صرف اپنے طرزِ عمل کے ذریعہ سے ان حقیقی برکات کو حاصل کر سکتے ہیں جو اس تحریک کے ساتھ وابستہ ہیں۔ آپ کو وقفِ نو کا ممبر ہونے کی حیثیت سے ہر آن اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے مستعد رہنا چاہئے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنی اخلاقی حالت ،روحانی حالت اور اپنی تعلیم کے معیار کو بلند کریں اور دوسروں کی رہنمائی کے لئے بہترین نمونہ بنیں۔ہر احمدی مرد ، عورت اور بچے سے ہمیشہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا رہے۔ اگر وقفِ نو کے ممبر صرف بنیادی تعلیمات پر عمل کر رہے ہیں تو وہ کسی امتیاز کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اس وجہ سے یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں اپنے دین کی خاطر وقف کرنے کا عہد کیا ہے۔ پس اس وجہ سے آپ کو لازماً اسلامی تعلیمات اور اس کی اقدار کے بلند ترین معیار اپنے اندر قائم کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔اِن تعلیمات اور اقدار میں سب سے اوّل جیسا کہ میں اکثر کہتا ہوں یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے حقوق اس کی عبادت کے ذریعہ ادا کئے جائیں ۔ چنانچہ آپ کو لازماً کوشش کرنی چاہئے کہ مسلسل اپنے عبادت کے معیاروں کو بڑھائیں اور اللہ تعالیٰ سے ایک حقیقی لازوال تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں۔اگر آپ اپنی عبادتیں اخلاص کے ساتھ بجالا رہے ہیں تو آپ اُن سے حظّ اُٹھائیں گے اور عبادت کرنا آپ کو مشکل نہیں لگے گا۔اور یہ وہ معیار ہے جسے ایک وقفِ نَو کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر آپ اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو آپ نہ صرف اپنے خالق سے ایک ذاتی تعلق پیدا کرنے والے ہوں گے بلکہ آپ دوسروں کو بھی راغب کر رہے ہوں گے کہ وہ آپ کے نقش قدم پر چلیں۔**اس میں کوئی شک نہیں کہ سب سے زیادہ اہمیت کی حامل اور سب سے بلند ترین مقام رکھنے والی عبادت روزانہ پنجوقتہ فرض نمازیں ہیں جنہیں روزانہ ادا کرنا لازمی ہے۔ پس آپ کو بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے کہ آپ کی کوئی بھی نماز چھوٹ نہ جائے۔ نیز آپ کو جب بھی ممکن ہو اپنی نمازیں باجماعت ادا کرنی چاہئیں۔ اور سکول ،کالج کے اوقات کے علاوہ آپ کو زیادہ سے زیادہ اپنی مقامی مسجد یا صلوٰۃ سینٹرز میں نمازیں ادا کرنی چاہئیں۔** ہم سب اپنا تعارف احمدی مسلمان ہونے کی حیثیت سے کرواتے ہیں۔ اور ہم فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہم نے امام وقت حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مبعوث کیا گیا۔ لیکن یہ فخر اور اطمینان جو آپ کو اپنے ایمان میں ہے صرف اُس وقت قابلِ تعریف خیال کیا جائے گا ، اور صرف اُس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول کیا جائے گا جب آپ حقیقی معنوں میں اپنے دین کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے والے ہوں گے۔ محض چند الفاظ اپنے دین کے بارہ میں بول دینا ہر گز کافی نہیں ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کے حقوق کی بجا آوری میں آپ کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ روزانہ اپنی پنجوقتہ

نمازوں کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کریں۔ افسوس کہ طلباء اپنے سکول اور یونیورسٹی کی پڑھائی کو اکثر بہانہ بنا لیتے ہیں اور اپنی نمازیں تاخیر سے ادا کرتے ہیں یا بالکل ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ نماز ایک ڈھال ہے جو انسان کو مزید غلطیاں کرنے سے محفوظ رکھتی ہے۔ پس عبادت کے حقوق ادا نہ کرنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ اپنے آپ کو دوسرے گناہوں میں مبتلا کر رہے ہوں گے اور اسلام سے دُور ہٹ رہے ہوں گے۔ آپ کو اس معاملہ میں ہر قسم کی سستی اور کمزوری سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: **قیام نماز کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ہمیں دوسرے ذرائع بھی بتائے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حقوق ادا کرسکتے ہیں۔ مثلاً ایک موقع پر ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور کہا کہ اُس سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اور اُس میں بہت سی کمزوریاں ہیں۔ اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام سے رہنمائی طلب کی کہ کس طرح وہ اپنی کوتاہیوں کو دور کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ نماز اور استغفار ایسی کمزوریوں کے لئے بہترین علاج ہیں۔ ہر انسان کو دوسروں سے زیادہ اپنی کمزوریوں کا علم ہوتا ہے۔ اس لئے آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی نصیحت کی طرف زیادہ توجہ دیں کہ اپنے دین میں غفلت کو دُور کرنے کا بہترین علاج فرض نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا ہے۔ آپ چونکہ مغربی ممالک میں رہتے ہیں اور آپ ایک دنیادار معاشرہ میں پروان چڑھے ہیں اس لئے استغفار کی ضرورت اور اہمیت بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ استغفار انسان کو شیطان اور معاشرے میں جو بداخلاقیاں عام پائی جاتی ہیں اُن سے بچنے کا ایک شاندار ذریعہ ہے۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ مَیں نے کہا واقفِ نَو کو دوسروں کے لئے نمونہ ہونا چاہئے۔ اس لئے آپ کو لازماً زیادہ سے زیادہ استغفار کرتے رہنا چاہئے تاکہ آپ کے روحانی اور اخلاقی معیار مسلسل بڑھیں اور ترقی کرتے رہیں۔ مزید برآں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ انسان کو اِن الفاظ میں دعا مانگنی چاہئے کہ اے اللہ ! تو مجھ میں اور میرے گناہوں میں بہت دُوری پیدا کر دے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ہر قسم کی غلط کاریوں اور گناہوں سے محفوظ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے کہ جب ایک انسان اخلاص کے ساتھ باقاعدگی سے اس دعا کا وِرد کرتا ہے تو وقت کے ساتھ ساتھ یہ دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ پس وقفِ نَو کا ممبر ہونے کی حیثیت سے آپ

کو بار بار یہ دعا کرنی چاہئے تاکہ آپ کی رہنمائی سیدھے رستہ پر ہو اور آپ اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ اپنے نفس سے جہاد کرنا بھی ایک قسم کی عبادت ہے۔ یعنی ایسے نفس سے جہاد کرنا جو گناہوں کی طرف انگیجنت کرتا ہو۔ مثلاً اگر ایک انسان رات کو سوتا اور صبح فجر کے لئے اُٹھتا ہے اورباوجود انتہائی تھکاوٹ کے مسجد جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے والا ہو گا۔ایک طرف تو اُسے بَر وقت باجماعت نماز کی ادائیگی کا ثواب ملے گا اور دوسری طرف اُسے اپنے نفس کو شکست دینے کاثواب ملے گا کیونکہ اُس نے سستی کو دُور کیا اور اپنے دین کو مقدّم رکھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک اَور بہت بڑی ذمہ داری جو آپ پر عائد ہوتی ہے وہ اسلام کا دفاع ہے اور غلط ،بے بنیاد الزامات کا جواب دینا ہے جو ہر روز اسلام کی تعلیمات پر لگائے جاتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ آپ کی پیدائش سے قبل آپ کی زندگیاں آپ کے والدین نے اس امید اور خواہش سے وقف کی تھیں کہ اُن کا بچہ جو ابھی پیدا نہیں ہوا اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی خدمت کرے گا۔بلوغت اور سمجھ بوجھ کی عمر کو پہنچ کر آپ نے خود اس عہد کی تجدید کی ہے اور آپ نے خود وقفِ نَو کا ممبر رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔اس کے نتیجہ میں آپ پر اپنے دین کی خاطر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اس بارہ میں آپ پر بہت بڑا اعتماد کیا جاتاہے۔آجکل کی دنیا میں لوگ اسلام پر ہر جہت سے وار کر رہے ہیں۔اس لئے وقفِ نَو کی حیثیت سے ہمیں اپنے دین کے دفاع کے لئے صف اوّل میں کھڑا ہونا چاہئے ۔لیکن یہ زمانہ جہاد بالسیف کا زمانہ نہیں ہے۔بلکہ ہم ایک ایسے زمانہ میں رہ رہے ہیں جس میں لوگ لٹریچر کے ذریعہ سے، میڈیا کے ذریعہ سے، انٹرنیٹ کے ذریعہ سے اور اسی سے ملتے جلتے ذریعوں سے اسلام پر حملہ آور ہیں۔ اس لئے آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اُن الزامات کا رَدّ اسی طرز سے کریں جس طرز سے وہ الزامات اسلام کے خلاف اٹھائے گئے ہیں۔مثلاً بعض دہریوں نے اسلام کی تعلیمات کو بلا سیاق و سباق لے لیا ہے تاکہ وہ اپنے مقاصد کو پورا کر سکیں۔ اس لئے آپ کو اپنے دین کا علم ہونا چاہئے تاکہ آپ اُن کے غلط دعووں کا جواب دے سکیں۔ اسی طرح دوسرے اَدیان کے لوگ یا بعض سیاستدان اور بعض صحافیوں نے اسلام کے خلاف آواز اُٹھائی ہے۔اور اُسے ایک تشدد پسند مذہب قرار دیاہے۔اس حوالہ سے المناک صورتحال یہ ہے کہ اُن کی شکایتیں اور اُن کے خوف کسی حد تک سمجھے جاسکتے ہیں اور کسی حد تک جائز ہیں۔نعوذ باللہ میرا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ اسلام کے خلاف اُن کے دعووں میں کوئی بھی حقیقت ہے۔ لیکن اس بات سے کوئی انکار نہیں کہ مسلمان دنیا کی عمومی حالت مایوس کُن اور قابل

رحم ہو چکی ہے۔ اکثر مسلمان اپنے دین کی تعلیمات کو بھول چکے ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ بہت سی جنگوں اور تنازعات کا مرکز مسلمان دنیا بنی ہوئی ہے۔ بعض نام کے مسلمان ایسی ایسی کارروائیوں میں حصہ لے رہے ہیں جنہیں ایک ایسا انسان جس میں انسانیت کی کوئی بھی رمق باقی ہے ہر گز سمجھ نہیں سکتا۔ دہشتگرد اور تشدد پسند گروہ انتہائی ہولناک اور گھناؤنے مظالم ڈھا رہے ہیں۔ اُن کی گھناؤنی کارروائیاں ہر لحاظ سے اسلام کی غلط تصویر پیش کر رہی ہیں۔ وہ مسلسل بہیمانہ قتل و غارتگری، عصمت دری، لُوٹ مار وغیرہ میں ملوّث ہیں جنہیں بیان کرنا ناممکن ہے۔ اُن کی بُرائیوں کی کوئی حد نہیں ہے۔اور یہ ایک بہت بڑا سانحہ اور انتہائی افسوسناک حالت ہے کہ وہ ایسی بُری کارروائیوں کو اسلام کے نام پر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اسلام وہ مذہب ہے جس نے انسانی جان کی سب سے زیادہ عظمت اور حُرمت قائم کی ہے۔ ایک طرف تو انتہاپسند نہتے اور معصوم غیر مسلموں کو نشانہ بنارہے ہیں اور دوسری طرف وہ اپنے مسلمان ساتھیوں کا بھی خون بہارہے ہیں۔ بے شک ایسے لوگوں کا مقدر جہنم ہےکیونکہ قرآن کریم میں قطعی طور پر لکھا ہے کہ اگر ایک مسلمان اپنے ساتھی مسلمان کو قتل کرتا ہے تو اس کی جزا جہنم ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ ایک بے قصور انسان کا قتل تمام انسانیت کو قتل کرنے کے برابر ہے۔ جس راہ سے بھی تصور کیا جائے ہر راہ سے مسلمان اسلام کے پاکیزہ نام کو بدنام کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس وقفِ نَو ہونے کی حیثیت سے آپ کو لازمًا اپنی ذمہ داریوں کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے جو آپ پر عائد ہوتی ہیں۔ یاد رکھیں کہ اسلام کا دفاع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے سپرد ہے اور وقفِ نَو کا ممبر ہوتے ہوئے آپ کو لازمًا اس کوشش میں سب سے آگے ہونا چاہئے۔یہ ہر احمدی مسلمان کا کام ہے لیکن خاص طور پر یہ اُن کا کام ہے جنہوں نے اپنی زندگی دین کی خدمت کے لئے وقف کی ہے کہ وہ کھڑے ہوں اور دنیا پر ثابت کریں کہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے اور اس کا ہر گز اس غیر منصفانہ تصویر سے کوئی تعلق نہیں جو ہم روزانہ میڈیا میں دیکھتے ہیں۔یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ لوگوں کا خوف اور اُن کی غلط فہمیوں کو دُور کریں۔ اور انہیں قرآن کریم کی کامل تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا اُسوۂ حسنہ سمجھائیں۔یہ جہاد جو اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پھیلانے کا جہاد ہے آسان کام نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو بہت محنت کرنی پڑے گی اور بہت سی قربانیوں کے لئے تیار ہونا ہو گا۔ اسلام کا دفاع کرنے کی بجائے مسلم دنیا کے نام نہاد علماء نے بار بار اسلام کا نام بدنام کیا ہے۔ انہوں نے طویل عرصہ سے مضحکہ خیز اور بلا سوچے سمجھے فتوے جاری کئے ہیں۔یا انہوں نے انتہائی فضول تفاسیر کی ہیں جن کی وجہ سے غیر مسلموں کو اسلام کا مذاق اڑانے اور تمسخر کرنے کا موقع مل رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے عربوں نے احمدیت قبول کی ہے۔ لیکن جب وہ اپنے ملکوں میں علماء کے ہولناک واقعات سناتے ہیں تو انسان کو دھچکا لگتا ہے کہ وہ علماء اپنے اثرورسوخ کی وجہ سے حکمت اور سچائی سے دوسروں کی رہنمائی کرنے کی بجائے اپنے اختیارات کا اور لوگوں کے اعتبار کا بدترین طریق پر ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک انسان کسی ذہنی بیماری یا ہسٹیریا کی کسی صورت میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اُس کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنے کی بجائے یا کسی اَور علاج کی بجائے وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ کسی جِنّ نے اُسے آ لیا ہے۔ اور جنّ کو نکالنے کے لئے وہ اُسے بیدردی سے مارتے پیٹتے ہیں یا کوئی اَور وحشیانہ طریق اختیار کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے زمانہ میں اس بات پر بھی

بڑی شدّت سے ایمان رکھا جاتا تھا جسے آج بھی بعض دُور دراز علاقوں میں مانا جاتا ہے کہ غیر مسلموں کے مال و دولت کو ناجائز طریق پر ہتھیانا یا لُوٹنا جائز ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر وہ یہ ایمان رکھتے ہیں کہ ایک غیر مسلم کی بیوی کو اغوا کرنا جائز ہے یا زبردستی ایک غیر مسلم عورت کو نکاح کے بغیر اپنے گھر لے جانا بھی جائز ہے۔ بعض مسلمانوں کی جہالت کے اس معیار پر بات کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا ایک ذاتی واقعہ بیان فرمایا جو ہندوستان کے شہر امرتسر میں آپ کو پیش آیا۔ امرتسر آمد پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ایک مسلمان کو چار آنے کا سکہ دیا جو آج 25 پینس کے برابر ہے۔ آپؓ نے اُس مسلمان کو کہا کہ جاؤ اور مٹھائی لاؤ۔ جب وہ مسلمان واپس آیا تو اُس کے پاس مٹھائی بھی تھی اور پیسے بھی تھے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اسے پوچھا کہ یہ پیسے ابھی تک اُس کے پاس کیوں ہیں؟ اُس مسلمان نے جواب دیا کہ یہ تو مالِ غنیمت ہے یعنی جنگ کی لوٹ مار کا حصّہ ہے۔ یہ کیا ہی فضول بات ہے۔ پھر اُس مسلمان نے مزید بتایا کہ مٹھائی خریدنے کے بعد اُس نے دُکاندار کی توجہ کسی اَور طرف پھیر دی اور دکاندار سے کہا کہ وہ دُکان کی دوسری طرف سے فلاں چیز لائے۔ چنانچہ جب دکاندار دوسری طرف تھا تو اُس نے کاؤنٹر سے پیسے واپس لے لئے۔ یہ سُن کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل بہت پریشان ہوئے اور فرمایا کہ یہ تو چوری ہے۔ اِس پر اُس مسلمان نے پُر سکون انداز میں کہا کہ یہ چوری میں شمار نہیں ہوتا کیونکہ دُکاندار ایک ہندو تھا۔ غیر مسلم کا مال و متاع لے لینا سراسر جائز ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ تو جہالت کی انتہا ہے اور اسلامی تعلیمات کی کلیۃً خلاف ورزی ہے۔ مزید بر آں بعض علماء یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ زمینوں کے حصول کے لئے اور لوگوں پر قبضہ کرنے کے لئے جارحانہ اور متشددانہ جہاد جائز ہے۔ یقیناً ایسے لوگوں کی وجہ سے بہت سی تشدد پسند تنظیمیں دہشتگرد کارروائیوں مثلاً سر قلم کرنا یا اَور بہیمانہ اور سفّاکانہ کارروایوں کو جائز ٹھہراتی ہیں۔ اگر یہ دشمنی اور ناانصافی سے پُر تعلیمات اسلام کا حصہ ہوتیں تو کون اپنے ذہنی توازن کو قائم رکھتے ہوئے انہیں قبول کرتا؟ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ فقط ماضی کے قصے اور کہانیاں نہیں ہیں بلکہ آجکل بھی بعض مسلمان ایسی بہیمانہ اور ظالمانہ کارروائیوں میں ملوّث ہیں۔ پس یہ بعض جاہلانہ رویّوں اور عقائد کی مثالیں ہیں جو مسلمان دنیا میں پھیل چکی ہیں۔ کون ایسی غیر منصفانہ تعلیمات کو مان سکتا تھا؟ کون ایسی مسخ شدہ اسلامی تعلیمات کو قبول کر سکتا تھا؟ یقیناً کوئی مہذب انسان اسے ہر گز قبول نہیں کرے گا۔ البتہ ہم احمدیوں کو سچائی اور صداقت کا علم ہے۔ **اور ہم جانتے ہیں کہ دہشتگرد یا نام نہاد علماء جو اسلام کی تصویر ظاہر کر رہے ہیں اس کا اسلام کی حقیقی اور اصل اقدار سے کوئی تعلق نہیں۔ حقیقت یہ ہے اور ہمیشہ یہی حقیقت رہے گی کہ اسلام اُن شاندار اور عظیم الشان تعلیمات پر مشتمل ہے جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا، خلفائے راشدین نے عمل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے عمل کیا۔** اسلام کے اُس اوائل زمانہ پر نظر ڈال کر بھی پتہ چلتا ہے کہ بہت سے مسلمان مسلسل اسلام کی اصل تعلیمات پر عمل پیرا تھے اور اسلام کی اصل تعلیمات کی تبلیغ جاری رکھے ہوئے تھے لیکن زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں گناہ اور بُرے اعمال راہ پانے لگے۔ یہ بُرائیاں جاری رہیں اور ترقی کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی اکثریت اسلام کی حقیقی تعلیمات بھلا بیٹھی اور یہی وہ وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے مبعوث کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی رہنمائی سے احمدی مسلمان نہایت خوش نصیب ہیں کہ انہیں اسلام کی حقیقی تعلیمات دکھائی گئیں۔ لیکن آپ کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ صرف زبانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کریں۔ البتہ آپ کا طرز عمل خاص طور پر وقفِ نَو ہونے کی حیثیت سے لازماً ہر آن نمونہ ہونا چاہئے۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اپنی زندگی اسلام کی خدمت کے لئے گزاریں ۔ یہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پھیلانے اور لوگوں کو ان تعلیمات سے آگاہ کرنے کا ذریعہ ہو گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
اسلام ہر گز ایسا نہیں ہے جیسا کہ میڈیا میں دکھایا جاتا ہے۔ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے جو قتل کرنے کی یا دوسروں کو معذور بنانے کی اجازت دیتا ہو ۔ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے جو ایمان و عقائد میں کسی قسم کے جبر کی اجازت دیتا ہو۔ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے جس میں عورتوں سے زیادتی کرنا، اُن کی عصمت دری کرنا یا اُن کو اغوا کرنا جائز قرار دیا گیا ہو۔ اسلام کوئی دہشتگردی یا تشدد پسند مذہب نہیں ہے۔ اسلام دشمنی اور انتقام والا مذہب نہیں ہے۔ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے جو کسی قسم کے فریب ، دغابازی یا دھوکہ بازی کو جائز قرار دیتا ہو۔ اسلام بداخلاقی یا گناہوں والا مذہب نہیں ہے بلکہ **اسلام ایسا مذہب ہے جو امن اور رواداری کو معاشرے کی ہر سطح پر فروغ دیتا ہے۔ اسلام ایسا مذہب ہے**

جو ہمیں اپنے ایمان اور عقیدہ کے اختیار کرنے میں آزادی کی تعلیم دیتا ہے اور مختلف اقوام، مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں اور اُن کے عقائد اور ایمانوں میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ یہ وہ پیغام ہے جسے آپ کو ہمیشہ اپنے قول اور فعل سے دنیا کے ہر کونے میں پھیلانا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس وقت ماشاء اللہ 15 سال سے زائد عمر رکھنے والے واقفینِ نَو کی تعداد یہاں یوکے میں 1086 ہے۔ اگر آپ میں سے ہر ایک اپنے دین کی ذمہ داریوں کو سمجھے اور انہیں اپنا فرض بنا لے تو اس کے عظیم الشان نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ اپنے عہد کے تقاضے کو پورا کرنے والے ہوں تو آپ اُس نسل میں شمار کئے جا سکتے ہیں جو اس معاشرے میں ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے والی ہے۔ اس زمانہ میں صرف ہماری جماعت ہی ہے جو اسلام اور اس کی تعلیمات کی حفاظت کر سکتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بے شک یہ تمام احمدیوں کا کام ہے لیکن سب سے بڑی ذمہ داری آپ جیسے لوگوں پر ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کی ہیں۔ اس کام کو سر انجام دینے کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنے دین کو سمجھیں اور اس کی تعلیمات سے آگاہ ہوں۔ اس لئے **آپ کو روزانہ قرآن کریم کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو جان سکیں اور ان پر عمل کر سکیں۔ اسی طرح آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنی چاہئیں جن کا ترجمہ انگریزی میں ہو چکا ہے۔ اور آپ میں سے وہ جنہیں اردو پڑھنی آتی ہے انہیں دوسری کتب بھی پڑھنی چاہئیں۔ آپ کو ایم ٹی اے سے جُڑنے کی کوشش کرنی چاہئے اور کم از کم ایک گھنٹہ خواہ کوئی بھی پروگرام ہو دیکھنا چاہئے۔ اور خاص طور پر میرے خطبہ جمعہ کو سنا کریں۔ اس طرح آپ کا تعلق خلافتِ احمدیہ سے بھی قائم ہو گا۔** قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مطالعہ سے یا اَور ذرائع سے آپ کو جو علم حاصل ہو گا وہ آپ کے لئے عقل اور دانش کے ہتھیاروں کی مانند ہو گا اور روحانی اسلحہ کا کام دے گا تاکہ آپ اُن لوگوں کے الزامات کا جواب دیں اور اُن کے الزامات کا ردّ کریں جو اسلام کے خلاف بات کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بات کو آگے بڑھاتے ہوئے مَیں بعض خصوصی ہدایات پیش کرنا چاہتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنے پیروکاروں کو دی ہیں جن پر عمل کرنا ہر احمدی کا کام ہے۔ لیکن ان ہدایات پر خاص طور پر اُن لوگوں کو عمل کرنا چاہئے جنہوں نے اپنی زندگیاں اسلام کی خدمت کے لئے وقف کی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے کہ انسان کے اخلاق و عادات کو ہر آن خدا تعالیٰ کے احکامات کے تابع ہونا چاہئے۔ اور اس حد تک ہونا چاہئے کہ دوسرے لوگ اُن کے اخلاق کی تصدیق کریں اور اس بات کی تصدیق کریں کہ وہ اسلام کی تعلیمات کا عملی نمونہ ہے۔

آپؑ نے مزید فرمایا کہ اگر ایک احمدی اس طرح عمل نہیں کرتا تو وہ احمدی مرد اور عورت بُرا نمونہ دکھانے کی وجہ سے قصوروار ہے جو دوسروں کے ایمان کو کمزور کر سکتا ہے۔ اور ایسے احمدی اسلام کو اُسی طرح بدنام کر رہے ہوں گے جس طرح دوسروں نے کیا ہے اور وہ اس کے مجرم ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے کہ صرف وہ لوگ جو شرائط بیعت کے مطابق دین کو دنیا کے ہر معاملہ پر مقدم رکھنے والے ہوں گے وہی لوگ آپ کی جماعت کے حقیقی افراد سمجھے جائیں گے۔ آپ میں سے اکثریت سمجھ بوجھ اور بلوغت کی عمر کو پہنچ گئی ہے۔ اس لئے آپ کو سنجیدگی سے اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا آپ شرائط بیعت کو پورا کرنے والے ہیں؟

مزید برآں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے کہ آپ کے ماننے والوں کو فُضول اور غیر اخلاقی قول و فعل سے دُور رہنا چاہئے۔ اس زمانہ میں غیر اخلاقی اور نامناسب ٹی وی پروگرامز یا فلمیں دیکھنا یا سوشل میڈیا پر یا مختلف چیٹ گروپس پر چیٹنگ کر کے وقت ضائع کرنا فضول اور غیر اخلاقی کاموں میں شامل ہے۔ ایسے کام نقصان دہ ہیں اور بداخلاقیوں اور دوسرے گناہوں کا پیش خیمہ ہیں۔ اس لئے اگر آپ اِن بُرے کاموں میں پڑ جائیں گے تو آپ اپنے عہد کو جو آپ نے وقفِ نَو کا کیا ہے پورا کرنے والے نہیں ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بار بار تلقین کی ہے۔ پس ہمارے واقفین نَو کو بے نفس ہونا چاہئے اور کبھی بھی خود غرض نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کو اپنی ضرورتوں اور اپنے نام و نمود کی فکر کی بجائے اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ آپ دوسروں کی کیسے مدد

کر سکتے ہیں اور اُن کے حقوق کس طرح ادا کر سکتے ہیں۔ ایک واقفِ نَو کو کبھی بھی دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث نہیں ہونا چاہئے اس کے بر عکس انہیں ہمیشہ ہمدرد، شفیق اور دوسروں کا خیال کرنے والا ہونا چاہئے۔ اس وجہ سے کسی بھی جگہ آپ اگر کسی کی مدد اور کسی کی معاونت کر سکتے ہیں تو آپ کو کبھی بھی اس موقع کو گنوانا نہیں چاہئے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگتے ہوئے سنجیدگی سے توبہ کریں اور یہ بات یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے ہر کام کو دیکھ رہا ہے۔ آپ شاید اپنے اعمال کو دوسروں سے چھپا سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں۔اس وجہ سے کبھی بھی ایسے کام نہ کریں جو اسلامی تعلیمات کے بر عکس ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مزید فرمایا ہے کہ اگر آپ کے ماننے والے اپنے اندر عملی تبدیلی پیدا نہیں کریں گے اور مسلسل روحانی طور پر اور اخلاقی طور پر اپنا معیار نہیں بڑھائیں گے تو اُن کا بیعت کرنا اور آپ کی جماعت میں داخل ہونا اُن کے لئے بے فائدہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اُن لوگوں کا رویہ جو اپنے عملی نمونہ میں ترقی نہیں کرتے ظاہر کرتا ہے کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے کی ضرورت پر ایمان ہی نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس پر ہر احمدی کو غور کرنا چاہئے اور اس پر سوچ وبچار کرنا چاہئے اور خاص طور پر وقفِ نَو کے ممبر کو ضرور سوچنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ میں سے اکثریت کی اب شادی ہو چکی ہے یا آپ میں سے اکثریت شادی کی عمر کو پہنچ رہے ہیں۔ اس لئے آپ کو میں یہ یاددہانی کرانا چاہتا ہوں کہ آپ کو احمدی لڑکیوں سے شادی کرنی چاہئے۔ اپنی اہلیہ اور فیملی کی ذمہ داریوں کو حق الوسع ادا کرنا چاہئے۔ آپ اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ بخوشی شادی کے بندھن کو قائم رکھیں گے اور آپ کو اس کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے۔ اپنے گھروں میں آپ کو بہترین اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور اپنی فیملی سے پیار، شفقت اور عزت کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مزید برآں وقفِ نَو ہونے کی حیثیت سے آپ کے لئے یہ ضروری ہے کہ جماعت کے ساتھ آپ کا ایک گہرا تعلق رہے اور آپ جماعت کی خدمت کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت دیں۔ آپ میں سے وہ جنہیں ابھی تک کُل وقت جماعت کی خدمت کے لئے بلایا نہیں گیا انہیں چاہئے کہ اس کے باوجود وہ مسلسل اور باقاعدہ ایک وقت جماعت کی ڈیوٹیوں کے لئے مقرر کریں۔ اگر جماعت کی خدمت کے لئے روزانہ وقت دینا ممکن نہیں تو پھر کم از کم آپ کو ایک دن ہفتہ میں مقرر کرنا چاہئے۔ بعض واقفین نو ایسے ہیں جو نہ پڑھائی کر رہے ہیں اور نہ ہی کام کر رہے ہیں۔ اس لئے جب تک وہ کام کی تلاش میں ہیں انہیں وقف نَو کی انتظامیہ کو اپنے حالات سے مطلع کرنا چاہئے اور اس دوران جماعت کی خدمت کرنی چاہئے جب تک انہیں کوئی مناسب کام نہیں مل جاتا۔ گھر پر وقت ضائع کرنا بالکل غلط اور نقصان دہ ہے اس لئے آپ کو فارغ وقت میں جماعت کی مفید خدمت کرنی چاہئے۔ اسی طرح اگر آپ کسی کمپنی میں کام کرتے ہیں یا کہیں اَور تو آپ کو اپنے دین کے حوالہ سے ذمہ داریوں کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے اور دوسروں کے لئے بہترین عملی نمونہ ظاہر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ وہ آپ سے سیکھ سکیں۔ اس طرح آپ اپنے طرزِ عمل سے تبلیغ کر رہے ہوں گے اور ہمہ وقت وقف کرنے سے پہلے ہی آپ اسلام کے پیغام کو پھیلا رہے ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آخر پر مَیں کم عمر کے واقفینِ نَو کو اُن کی ذمہ داریوں کی یاد دلانا چاہتا ہوں جو اطفال الاحمدیہ کے ممبر ہیں۔ آپ میں سے ہر ایک کو سکول میں اپنی تعلیم پر خاص توجہ دینی چاہئے۔ آپ کو کمپیوٹر گیمز کھیل کر یا دوسری الیکٹرانک گیمز کھیل کر اپنے اوقات ضائع نہیں کرنے چاہئیں بلکہ جب آپ کو فارغ وقت ملے تو باہر جانا چاہئے، باہر گیم یا ورزش کرنی چاہئے اور تازہ ہوا سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ یہ لمبے عرصہ کے لئے آپ کی صحت کے لئے مفید ہوگا۔

اس کے علاوہ آپ کو اچھا برتاؤ کرنا چاہئے اور اپنے ماں باپ کا کہنا ماننا چاہئے۔سب سے بڑھ کر آپ کو لازماً روزانہ پنجوقتہ نماز ادا کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور ہر معاملہ میں سچ بولنا چاہئے۔ ہر دن آپ کو آگے بڑھنا چاہئے اور سکول کی تعلیم کے علاوہ آپ کو اپنا دینی علم بھی بڑھانا چاہئے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو میری باتوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ سب اپنے وقف کے تقاضے کو بہترین رنگ میں پورا کرنے والے ہوں۔ مَیں یہ بتانا بھول گیا تھا کہ آج جماعت احمدیہ گیمبیا بھی اپنا وقفِ نَو اجتماع منعقد کر رہی ہے۔ اس لئے وہ بھی ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہمارے اجتماع کا حصہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل فرمائے۔ اب دعا میں شامل ہو جائیں۔

★★★

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14 ر اگست 2016ء کو کینیڈا میں واقفین نَو کی کلاس میں ایک واقفِ نَو سے دریافت فرمایا:

"ہمارا خدا" جو کتاب ہے، آپ نے پڑھی ہے؟

حضورانور نے فرمایا: انگریزی میں اس کا نام Our God ہے۔ اسے ضرور پڑھو۔ **ہر وقفِ نو کو یہ کتاب پڑھنی چاہئے کیونکہ آجکل دہریت کا زور ہے۔** (الفضل انٹرنیشنل 9 ر دسمبر 2016ء)

أَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

ہمارا خدا

جس میں خدا تعالیٰ کی ہستی کو عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے

تصنیف لطیف

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے

قسط نمبر 6

ایمان باللہ کے دو درجے (حصہ اوّل)

اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چونکہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات وراء الوراء ہے اور بوجہ اپنی کمال لطافت اور غیر محدود ہونے کے انسان کی مادی آنکھوں کے احاطہ سے باہر ہے اور دوسری طرف ایمان کامل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی وہ کوئی زیادہ فائدہ دے سکتا ہے جب تک خدا کے متعلق انسان کم از کم اس درجہ کا یقین نہ پیدا کرے جیسا کہ دُنیا کی مادی چیزوں کے متعلق اُسے حاصل ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنی حکیمانہ قدرت سے یہ مقدر کر رکھا ہے کہ ایک حد تک تو انسان اللہ تعالیٰ کی طرف قدم بڑھائے اور اُس کے بعد خدا خود انسان کی طرف نزول فرما کر اُسے اُوپر اُٹھالے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ایمان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک وہ ایمان ہے جس تک انسان خود اپنی عقل کی مدد سے پہنچ سکتا ہے، اور دوسرے وہ ایمان ہے جس تک مجرد عقل کی پہنچ نہیں بلکہ اس مقام کے لئے عقل کی امداد کے واسطے آسمان سے بعض اور چیزوں کا نزول ہوتا ہے اور تب جا کر انسان اُس ایمان کو حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔

(سورۃ الانعام آیت 104) یعنی انسانی بصارت خدا تک پہنچنے اور اس کا علم اور عرفان حاصل کرنے سے عاجز ہے۔ اس لئے خدا نے یہ انتظام کیا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو انسانی بصارت تک پہنچاتا ہے یعنی خود اپنی طرف سے ایسا انتظام فرماتا ہے کہ انسان خدا کا علم اور عرفان حاصل کر سکے۔ کیونکہ اگر خُدا لطیف ہونے کی وجہ سے انسان کی ظاہری نظر کی پہنچ سے باہر ہے تو وہ خبیر بھی تو ہے اور جانتا ہے کہ انسان کی روحانی زندگی میرے عرفان کے بغیر ممکن نہیں۔ پس وہ خود اپنی طرف سے ایسے سامان پیدا کرتا ہے کہ اس کے لطیف اور پوشیدہ ہونے کے باوجود انسان کو خُدا کا عرفان حاصل ہوسکے۔

گویا لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ کے مقابل میں خدا کی صفت لطیف کو رکھا گیا ہے تا یہ ظاہر ہو کہ عقل کے ذریعہ خدا کا ادراک اس لئے ناممکن ہے کہ وہ لطیف ہے اور وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ کے مقابل میں صفت خبیر کو رکھا گیا ہے یعنی یہ کہ خدا خود اپنی شناخت کا انتظام کرتا ہے کیونکہ وہ خبیر ہے گویا اللہ تعالیٰ کی دو مقدم الذکر صفات یعنی لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ اس کی دو مؤخر الذکر صفات یعنی اللطیف اور الخبیر کا علی الترتیب طبعی نتیجہ ہیں۔

اب ایک طرف تو قرآن شریف کی یہ تعلیم ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں بار بار لوگوں کو اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ تم اس کائنات اور زمین و آسمان اور دیگر مخلوقات پر غور کرو اور سوچو کہ کیا یہ سب کارخانۂ عالم مع اپنے حکیمانہ نظام کے محض اتفاق کا نتیجہ ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ سارا نظامِ عالم پُکار پُکار کر بتا رہا ہے کہ ضرور اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہونا چاہیے۔ گویا اس طرح قرآن شریف انسان کو بار بار ہستیٔ باری تعالیٰ کے سوال پر غور کرنے اور مخلوق کے مطالعہ سے خالق کی ہستی کا پتہ لگانے کی طرف متوجہ کرتا ہے اور یہ طریقِ استدلال ایسا ہے کہ اس کے

متعلق محض عقل ہی کافی ہے، کسی آسمانی مؤید کی ضرورت نہیں حالانکہ آیت محوّلہ بالا ہمیں یہ بتاتی ہے کہ خدا کا ادراک انسانی بصارت کی طاقت سے باہر ہے اور اسی لئے خدا خود آسمان سے ایسا انتظام فرماتا ہے کہ جس کی مدد سے انسان خدا کا علم اور عرفان حاصل کر سکے اور یہ دونوں باتیں بظاہر ایک قسم کے تضاد کا رنگ رکھتی ہیں مگر غور کیا جائے تو یہ کوئی تضاد نہیں بلکہ دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ پر درست ہیں۔ یعنی یہ بھی درست ہے کہ انسان عقل کی امداد سے خدا کی طرف راہ پاسکتا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ مجرّد عقل خدا کا علم اور عرفان حاصل نہیں کر سکتی بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ خداتعالیٰ خود آسمان سے آیات اور مؤیدات کے ذریعہ اُس کی مدد فرمائے۔ اس عقدہ کا حل اس طرح پر ہے کہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے ایمان باللہ دو درجوں میں منقسم ہے۔ ابتدائی درجہ وہ ہے جس کا حصول مجرّد عقل کی امداد سے ممکن ہے اور دوسرا درجہ وہ ہے (اور دراصل شرعی اصطلاح میں ایمان باللہ اسی درجہ کا نام ہے) جس کا حصول مجرّد عقل سے ممکن نہیں بلکہ اس کے واسطے عقل کی امداد کے لئے خدا کی طرف سے خود خاص انتظام ہوتا ہے۔ پہلا درجہ ایمان کا جو عقل سے حاصل ہوسکتا ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ ہم عقلی دلائل سے اس نتیجہ پر پہنچ جائیں کہ اس کائناتِ عالم کا کوئی خالق ومالک ہونا چاہئے کیونکہ یہ سب کچھ جو ہم زمین وآسمان میں دیکھتے ہیں بغیر کسی خالق و مالک کے خود بخود کسی اتفاق کا نتیجہ نہیں ہوسکتا وغیرذالک۔ اور دوسرا درجہ ایمان کا یہ ہے کہ واقعی وہ خالق ومالک موجود بھی ہے اور اُس کی یہ یہ صفات ہیں اور اس تک انسان اس طرح پہنچ سکتا ہے۔ گویا ایک مرتبہ "ہونا چاہئے" کا ہے اور دوسرا "ہے" کا۔

اب خوب سوچ لو کہ مجرّد عقل کبھی بھی ہمیں "ہے" کے مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی بلکہ اس کا کام صرف اس قدر ہے کہ وہ خدا کے متعلق "ہونا چاہئے" تک کا یقین ہمارے اندر پیدا کردے۔ گویا اگر غور کیا جائے تو مجرّد عقل ہمارے اندر خدا کے متعلق ایمان نہیں پیدا کرسکتی مگر ہمیں ایمان کے لئے تیار کر سکتی ہے۔ وہ ہمیں خدا دکھا نہیں سکتی مگر خدا کی طرف دُور سے اشارہ کر سکتی ہے۔ وہ ہمیں خُدا سے ملا نہیں سکتی مگر خدا کی ملاقات کا دروازہ ہمارے لئے کھول سکتی ہے۔ وہ ہمارے اندر اطمینان نہیں پیدا کر سکتی لیکن اطمینان حاصل کرنے کے لئے جس تڑپ کی ضرورت ہے وہ ہمیں عطا کر سکتی ہے۔ وہ ہمارے دلوں میں خدا کے متعلق یقین نہیں پیدا کرسکتی لیکن یہ یقین ضرور پیدا کر سکتی ہے کہ کوئی خُدا ہونا چاہئے۔ اس سے آگے لے جانا مجرّد عقل کا کام نہیں کیونکہ اس مقام پر پہنچ کر عقل کے سامنے لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ (یعنی بصارتِ انسانی خدا کا ادراک نہیں کر سکتی) کا آہنی دروازہ روک ہوجاتا ہے جہاں فرشتوں کا پہرہ ہے اور جب تک عقل کے پاس خدائی دربار کا خاص پاسپورٹ نہ ہو وہ آگے نہیں گزر سکتی۔ یا یوں سمجھو کہ عقل کی محدود نظر "ہونا چاہئے" کے مقام تک پہنچ کر رُک جاتی ہے اور پھر جب تک خدا کی طرف سے اُسے ایک خاص عینک نہ عطا کی جائے وہ آگے نہیں گزر سکتی۔ لیکن جب اُسے یہ خدائی عینک مل جاتی ہے تو پھر ایسا ہوتا ہے کہ گویا تمام پردے جو رستہ میں روک ہوتے ہیں پھٹ جاتے ہیں اور وہی نظر جو اس سے قبل درماندہ ہوکر واپس لوٹ جاتی تھی اب سیدھی خالق ہستی کے منور چہرہ پر پڑنی شروع ہوتی ہے اور جُوں جُوں انسان قریب ہوتا جاتا ہے اس کا یہ منظر زیادہ صاف ہوتا جاتا ہے اور علم اور عرفان ترقی کرتے جاتے ہیں مگر اس قرب کی کوئی حد نہیں اور نہ اس علم و عرفان کی کوئی انتہا ہے کیونکہ خدا غیر محدود ہے اور غیر محدود کا عرفان بھی محدود نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (سورۃ طٰہٰ آیت 115) (یعنی اے میرے ربّ! میرے علم میں ترقی دے) کی دُعا جس طرح زید وبکر کے منہ سے نکلتی ہے اُسی طرح حضرت سرور کائنات خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے بھی نکلتی تھی جس کی زبان پر خدا نے یہ الفاظ جاری فرمائے کہ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ (یعنی مَیں تمام بنی آدم کا سردار ہوں مگر مَیں اس کی وجہ سے تکبر نہیں کرتا) اور جس کے متعلق خدا نے فرمایا کہ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (سورۃ النجم آیت 9-10) (یعنی ہمارا یہ بندہ ہم سے قریب ہوا اور اتنا قریب ہوا کہ گویا ہم میں نہاں ہوگیا) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

(ہمارا خدا مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے صفحہ 40تا44)

(باقی آئندہ)..........................

☆...☆...☆

زید بن حارثہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنا

حضرت خدیجہؓ کے ایک بھتیجے تھے جن کا نام حکیم بن حزام تھا۔ یہ بڑے تاجر آدمی تھے اور ہمیشہ تجارتی قافلوں کے ساتھ اِدھر اُدھر آتے جاتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ یہ کہیں تجارت کے لئے گئے تو چند ایک غلام خرید کر لائے۔ اور اُن میں سے ایک غلام اپنی پھوپھی کی نذر کیا۔ اُس کا نام زید بن حارثہ تھا۔ زید در اصل ایک آزاد خاندان کا لڑکا تھا مگر کسی لُوٹ مار میں قید ہو کر غلام بنا لیا گیا تھا۔ خدیجہؓ نے زید کو ایک ہوشیار اور ہونہار لڑکا پا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ یہ دستور تھا کہ اپنے غلاموں اور خادموں کو نہایت محبت اور پیار کے ساتھ رکھتے تھے۔ اور اُن سے اپنے رشتہ داروں کی طرح سلوک کرتے تھے۔ چنانچہ زید کے ساتھ بھی آپؐ کو محبت تھی اور زید چونکہ ایک وفادار دل رکھتا تھا اس لئے اُسے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ارادت ہو گئی۔ اُسی زمانہ میں زید کا باپ حارثہ اور اس کا چچا کعب زید کا پتہ لیتے لیتے مکّہ آ نکلے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے عاجزی سے استدعا کی کہ زید کو رہا کر کے اُن کے ساتھ بھیج دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں اگر زید جانا چاہے تو میری طرف سے بخوشی اجازت ہے۔" اِس پر زید کو بلایا گیا اور آپؐ نے اُسے کہا: "زید تم ان کو پہچانتے ہو کہ یہ کون ہیں؟" اُس نے عرض کی: "ہاں یہ میرے والد ہیں اور یہ میرے چچا ہیں۔" آپؐ نے فرمایا: "یہ تم کو لینے آئے ہیں۔ اگر تم جانا چاہتے ہو تو میری طرف سے تم کو بخوشی اجازت ہے۔" زید نے جواب دیا: "مَیں آپؐ کو چھوڑ کر ہر گز نہیں جاؤں گا۔ آپؐ میرے لئے میرے چچا اور باپ سے بڑھ کر ہیں۔" زید کا باپ غصہ میں بولا: "ہیں! تُو غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتا ہے؟" زید نے کہا: "ہاں! کیونکہ مَیں نے ان میں ایسی خوبیاں دیکھی ہیں کہ اب مَیں کسی کو ان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب زید کا یہ جواب سُنا تو فورًا اُٹھ کھڑے ہوئے اور زید کو خانہ کعبہ کے پاس لے جا کر بلند آواز سے فرمایا: "لوگو! گواہ رہو کہ آج سے مَیں زید کو آزاد کرتا اور اسے اپنا بیٹا بناتا ہوں۔ یہ میرا وارث ہو گا اور مَیں اس کا وارث ہوں گا۔" زید کے والد اور چچا نے یہ نظارہ دیکھا تو حیران رہ گئے۔ اور زید کو بخوشی آپؐ کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔ اُس دن سے زید بجائے زید بن حارثہ کے زید بن محمدؐ کہلانے لگے۔ (اسد الغابہ و ابن ہشام)۔ لیکن ہجرت کے بعد جب خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم اُترا کہ منہ بولا بیٹا بنانا جائز نہیں ہے (سورۃ الاحزاب آیت 5اور6)تو زید کو پھر زید بن حارثہ کہا جانے لگا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک اور پیار اس وفادار خادم کے ساتھ وہی رہا جو پہلے تھا، بلکہ دن بدن ترقی کرتا گیا اور زید کی وفات کے بعد زید کے لڑکے اسامہ بن زید سے بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ اُمّ ایمن کے بطن سے تھے آپؐ کا وہی سلوک اور وہی پیار تھا۔

زید کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ تمام صحابہ میں سے صرف انہی کا نام قرآن شریف میں صراحت کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔ (سورۃ الاحزاب آیت 83)

(سیرت خاتم النبیین مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ 110اور 111)

(تصویر:
ByBakkouzatArabicWikipedia(Transferredfromar.wikipediatoCommons.)
[Publicdomain],viaWikimediaCommons)

فرینکفرٹ جرمنی میں واقفین نَو اطفال و خدام کی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے ساتھ کلاس 08 / جون 2014ء بروز اتوار

قسط نمبر 2 (آخری)

☆ **ایک واقف نو نے سوال کیا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ یہ جنت ہر ماں کے قدموں کے نیچے ہے یا صرف مسلمان ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے؟**

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: جنت ماں کے قدموں کے نیچے سے مراد یہ ہے کہ ماں اگر اچھی تربیت کرتی ہے اور بچہ نیک ہوتا ہے۔ نیک کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو وہ بچہ نیک کاموں کی وجہ سے جنت میں جائے گا۔ اور اگر کوئی بھی ماں ہو وہ اگر اپنے بچے کی تربیت ایسے کر دے کہ خدا کو پہچاننے والے ہوں اور اس تلاش میں ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے جو حکم ہیں ان کو ہم مانیں تو وہ جنت میں لے جانے والی ہے۔ اب حضرت موسیٰؑ نے بھی اپنے بعد آنے والے نبی کی خبریں دیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے بھی خبر دی تو یہ سب جو پرانے نبی ہیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر دی۔ اگر وہ ان کو نہیں مانتے تو وہ مومن نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کہا ہے کہ جو عیسائی ہے یہودی ہے مجوسی ہے وہ بخشا جائے گا۔ یعنی وہ مومن ہو تو جنت میں جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ لوگ اپنی اس نیکی کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں آ جائیں گے ان کو مان لیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ سے جزا پائیں گے۔ باقی جنت یا دوزخ کا فیصلہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ یہ انسانوں کا کام نہیں۔ اس سے مراد یہی ہے کہ ایک مومن عورت مسلم عورت اگر اپنے بچے کی نیک تربیت کرتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر چلنے والا بناتی ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بناتی ہے اور نیک کام کرنے والا بچہ ہے نیکیوں کو پھیلانے والا بچہ ہے تو وہ جنت میں جائے گا۔ باقی یہ کہنا کہ دوسری مائیں جو مسلمان نہیں ہیں وہ اپنے بچوں کی تربیت بھی کریں تو جنت میں نہیں جائیں گی، ایسا نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ بہت سارے اعلیٰ اخلاق ہیں اور اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا ہے کسی کو بھی کسی نیکی کے اوپر جنت میں بھیج سکتا ہے۔ دو آدمیوں کی بحث ہو گئی۔ ایک نے کہا کہ تم ایسے ایسے بُرے کام کرتے ہو تم جنت میں نہیں جاسکتے۔ مَیں دیکھو کتنے نیک کام کرتا ہوں، میں عبادت کرتا ہوں اور میرا بڑا اونچا مقام ہے۔ خیر مرنے کے بعد دونوں اللہ کے حضور پیش ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے کہا تم کون ہوتے ہو جنت یا دوزخ کا فیصلہ کرنے والے۔ مَیں ہوں جس نے جنت اور دوزخ میں ڈالنا ہے۔ جس کو تم کہتے ہو کہ تم جنت میں نہیں جاؤ گے۔ تم دوزخ میں جاؤ گے اُس کو مَیں جنت میں بھیج رہا ہوں اور تم کو جو تکبر پیدا ہو گیا تھا کہ میں بڑا ہی عبادت گزار ہوں، نیک کام کرتا ہوں تمہیں دوزخ میں ڈالتا ہوں۔ یہ فیصلے اللہ نے کرنے ہیں۔ باقی اس سے مراد یہ ہے کہ اگر ماں اچھی نیک تربیت کرتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی مسلمان مومن ماں کے بچے جو ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ جنت میں جانے والے ہوں گے ان نیک کاموں کی وجہ سے جو وہ اچھی تربیت کی وجہ سے کریں گے۔

☆ **ایک واقف نو نے سوال کیا کہ جماعت کی طرف سے جو کیلنڈر ملتے ہیں ان پر آیات لکھی ہوتی ہیں یا خلفاء کی تصاویر بنی ہوتی ہیں۔ جب سال گزر جاتا ہے تو اس کے ساتھ کیا کرنا چاہئے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس کو اگر سٹور نہیں کر سکتے تو جلادیا کرو یا shred کر دیا کرو۔ یہاں شریڈر (Shredder) ملتے ہیں ان میں ڈال دو۔ ہر گھر میں تو شریڈر نہیں ہوتا اس لئے تم جلا دیا کرو۔

☆ **ایک واقف نو نے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کا جو نام ہے یہ کس نے رکھا ہے اور کیسے رکھا گیا؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی رکھا ہے اور 1901ء میں جب مردم شماری ہوئی۔ یہاں جرمن میں مردم شماری کو Volkszählung

کہتے ہیں۔ مردم شماری حکومت کرتی ہے کہ ہماری آبادی ملک کی کتنی ہے۔ کتنے مرد ہیں، کتنی عورتیں ہیں، کتنے بچے ہیں۔ کس کس مذہب کے لوگ رہنے والے ہیں۔ ہر دس سال کے بعد کرتے ہیں۔ تو انڈیا میں 1901ء میں جو مردم شماری ہوئی تھی اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے افراد کو کہا کہ ہمیں دوسرے مسلمانوں سے ممتاز کرنے کے لئے علیحدہ رکھنے کے لئے یہ بتانے کے لئے کہ ہم احمدی ہیں، احمدی مسلمان ہیں جنہوں نے مسیح موعود کو مانا ہے تو تم اپنے ساتھ احمدی مسلمان لکھنا۔ اس مردم شماری کے جب فارم آئے تو اس میں احمدی مسلمان لکھنا تا کہ پتا لگ جائے کہ ہم احمدی ہیں اور ملک کو بھی پتا لگ جائے کہ ہماری کتنی تعداد ہے؟ اس لئے احمدی نام رکھا گیا اور اس وقت سے رکھا گیا۔

☆ ایک واقف نو نے سوال کیا کہ پرانے زمانے میں لوگوں کو پتہ کیسے چلتا تھا کہ میں ایک نبی ہوں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا نئے زمانے میں کس طرح پتہ لگتا ہے؟ کسی ٹیلی ویژن پر اناؤنسمنٹ ہوتی ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ جس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود اور مہدی موعود تشریف لائے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کا نام دیا۔ اور وہ نبی تھے۔ تو اس زمانے میں بھی کوئی ٹیلی ویژن یا ریڈیو یا کہیں اور اناؤنسمنٹیں تو نہیں ہوئیں۔ پریس اس وقت جاری ہو گئے تھے لیکن آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا کہ میں نبی ہوں پھر آہستہ آہستہ دنیا کو پتا لگنا شروع ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو پریس وغیرہ نہیں تھے۔ پھر اسی لئے آپ نے دنیا کے مختلف جو بادشاہ تھے ان کو تبلیغ کے خط لکھے کہ تمہاری مختلف مذاہب کے نبیوں کی پیشگوئیوں کے مطابق جو نبی آخری شریعت لے کے آنے والا تھا وہ آ گیا ہے اور وہ میں ہوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کو خط لکھے۔ تو اس طرح ان بادشاہوں تک پیغام پہنچا۔ پھر جو مسلمان تھے صحابہ تھے وہ مختلف جگہوں پر گئے اور جب تبلیغ کی تو بتایا کہ نبی آ گیا ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جنگوں کے ذریعہ اسلام پھیل گیا۔ جنگوں سے نہیں پھیلا۔ اب چین کے ساتھ تو عربوں کی کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ لیکن چین میں بھی کروڑوں مسلمان ہیں۔ اس زمانے میں صحابہ وہاں گئے تھے جنہوں نے وہاں تبلیغ کی اور چینی مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح دنیا کے مختلف جگہوں پر مسلمان ہوئے۔ تو اس طرح تبلیغ کر کے یہ پیغام پہنچایا کہ جس نبی نے آنا تھا وہ آگیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لئے نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ اعلان کر دو کہ میں تمام دنیا کے انسانوں کے لئے نبی ہوں۔ اس لئے آپ نے ساری دنیا کو پیغام بھیجا اور آپ کا پیغام دنیا میں پہنچا۔ پہلے جو نبی آتے تھے وہ اپنے اپنے علاقوں کے لئے ہوتے تھے۔ تھوڑے تھوڑے علاقوں کے لئے ہوتے تھے۔ مثلاً کسی کی قوم ایک لاکھ ہے کسی کی دو لاکھ یا کسی کا تھوڑا سا علاقہ ہے۔ ان علاقوں میں وہ نبی تھے۔ ایک وقت میں دو دو نبی بھی ہوتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں حضرت ابراہیمؑ بھی نبی تھے۔ ساتھ دوسرا علاقہ تھا جہاں پیغام دینے والے حضرت لوطؑ کی قوم کے لئے پیغام لے کر پہنچے۔ حضرت لوطؑ بھی نبی تھے۔ تو چھوٹے چھوٹے علاقوں میں تھے وہ اپنے علاقوں میں لوگوں کو بتایا کرتے تھے کہ ہم نبی ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ پیغام دے کر بھیجا ہے۔

☆ ایک واقف نو طالبعلم نے سوال کیا کہ پہلے تو جرمنی میں جامعہ نہیں تھا لندن میں تھا تو اب جرمنی میں بھی بن گیا ہے تو اب اگر کوئی لندن جامعہ میں جانا چاہے تو کیا وہ جا سکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بڑی اچھی بات ہے تم آنا چاہو میں تمہیں بلا لوں گا۔ اگر تم یہاں جرمنی سے لندن آ کے جامعہ میں پڑھنا چاہتے ہو تو تمہیں اجازت ہے۔ بشرطیکہ ان کے پاس سیٹیں ہوں۔

☆ ایک واقف نو نے سوال کیا کہ شرک کا معنی کیا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ شرک کا مطلب ہے شریک ٹھہرانا۔ اللہ تعالیٰ کے برابر کسی کو لے کے آنا۔ مثلاً اب تم یہ کہو کہ میں وہاں جاؤں گا اور فلاں شخص میری ضرورت پوری کر سکتا ہے جو مجھے پیسے دے سکتا ہے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہو تو اس کا مطلب ہے تم نے شرک کیا۔ ہمیشہ کہو کہ فلاں جگہ جاؤں گا تو انشاء اللہ تعالیٰ میں اسے وصول کر لوں گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی کام کرنے سے پہلے تم انشاء اللہ کہا کرو۔ جب انشاء اللہ کہا کرو گے تو اس کا مطلب ہے کہ جو اللہ چاہے تو یہ کام اللہ تعالیٰ کر دے گا، یہ کام ہو جائے گا۔ تو اس طرح تمہارے بچپن سے ہی تمہارے ذہن میں شرک کے خلاف بات آنی چاہئے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی تم نے اللہ تعالیٰ کو پہلے رکھنا ہے۔ انشاء اللہ کہو پھر کام کرو کہ انشاء اللہ میں یہ کام کر لوں گا۔ اللہ چاہے گا تو میں کام کر لوں گا کسی دوسرے میں طاقت نہیں ہے کہ وہ میرے کام کر سکے۔ پھر بعض لوگ جو بتوں کو پوجتے ہیں۔ اور بُت سامنے رکھے ہوتے ہیں ان سے جا کے مانگتے ہیں۔ وہ بھی شرک ہے۔ حالانکہ مانگنا صرف اللہ سے چاہئے۔ کسی کو اللہ کے مقابلے پر لا کر کھڑا کرنا یا اللہ کے برابر سمجھنا وہ شرک ہے۔

☆ **ایک واقف نو نے سوال کیا کہ مَیں نے تین شعر نظم کے سنانے تھے میں نے اپنی امّی سے وعدہ کیا تھا کہ میں آ کے سناؤں گا۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ صرف دو شعر سنا دو۔ چنانچہ اس طفل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام "حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی" سے دو شعر سنائے۔

☆ **ایک واقف نو نے سوال کیا کہ جو لوگ رمضان میں اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ وہ کیوں بیٹھتے ہیں۔ ویسے تو دوسرے لوگ بھی قرآن پڑھتے ہیں اور مکمل کرتے ہیں۔**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اعتکاف بیٹھنا ضروری تو نہیں ہوتا۔ تمہاری مرضی ہے بیٹھو نہ بیٹھو۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت تھی۔ آپ رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد نبوی میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور اعتکاف بیٹھنے والا پھر دس دن کے لئے دنیا سے اس لحاظ سے علیحدہ ہو جاتا ہے کہ گھر کاروبار کی کوئی فکر نہیں رہتی۔ اعتکاف اس لئے بیٹھتے ہیں تا کہ ان ایام میں صبح سے لے کے شام تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ دوسرے لوگ جو روزے رکھتے ہیں تو وہ ساتھ ساتھ اپنے کام بھی کرتے ہیں۔ روزہ رکھ کے دفتر بھی چلے جاتے ہیں۔ شام تک چار بجے تک دفتر رہتے ہیں۔ وقت ملے تو شام کو آ کے آدھا رکوع ایک رکوع یا ایک سپارہ یا آدھا سپارہ تھوڑا سا قرآن شریف پڑھ لیتے ہیں۔ نمازیں کام کی وجہ سے مختصر کر کے پڑھتے ہیں۔ اعتکاف میں بیٹھنے والا جو نوافل کے وقت ہیں ان میں نفل بھی پڑھ سکتا ہے۔ ظہر سے پہلے تک۔ اور ظہر کے بعد، پھر مغرب کے بعد، عشاء کے بعد نوافل پڑھ سکتے ہیں۔ پھر قرآن کریم پڑھ سکتا ہے۔ حدیث پڑھ سکتا ہے۔ دین کا علم بڑھا سکتا ہے۔ دعائیں کر سکتا ہے۔ مکمل چوبیس گھنٹے اس کے پاس ہیں۔ اس کی توجہ ان دس دنوں میں روزے رکھنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر رہتی ہے اور یہ ایک زائد کام ہے جو وہ کر رہا ہوتا ہے۔ اور وہ جو لوگ افورڈ (afford) کر سکتے ہیں وہ اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں بشرطیکہ مسجد میں بیٹھنے کی گنجائش بھی ہو۔ پس یہ سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس سنت کی پیروی میں لوگ بیٹھتے ہیں۔

☆ **ایک واقف نو نے سوال کیا کہ جہاد سے کیا مراد ہے؟ حضور انور کے دریافت فرمانے پر بچے نے بتایا کہ مجھے بس اتنا پتہ ہے کہ غلط چیز ہے۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک پہلی بات یہ بتا دوں کہ جہاد یا جنگ جب بھی مسلمانوں نے کی ہے تو مسلمانوں نے کبھی پہل نہیں کی۔ ہمیشہ ان پر حملہ ہوا یا ان کو تنگ کیا گیا تو مسلمانوں نے جواب دیا۔ ایک جہاد سے، جنگ سے واپس آ رہے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آ رہے ہیں۔ اور بڑا جہاد یہ ہے کہ اپنے نفس کے خلاف جہاد کرو۔ یعنی اپنے دل کی جو برائیاں ہیں ان کو دُور کرو یہ بھی جہاد ہے۔ تبلیغ اسلام کرو یہ بھی جہاد ہے۔ قرآن کریم کے ذریعہ سے تبلیغ کرنا یہ بھی جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے قرآن کریم کے ذریعہ سے پیغام پہنچانا یہ بھی جہاد ہے۔ جہاد کوشش کرنے کو کہتے ہیں۔ کوئی بھی کوشش کسی کام کے کرنے کے لئے جو تم کرتے ہو وہ جہاد ہے۔ اور اگر تم اپنے نیک کام کرنے کے لئے کوشش کرتے ہو تو تم جہاد کر رہے ہو۔ تمہارے اندر کوئی برائیاں ہیں تو ان کو دور کرنے کے لئے تم کوشش کرو تو یہ تمہارا جہاد ہے۔ اگر تم تبلیغ کرتے ہو اور یہاں جرمنوں کو لٹریچر پمفلٹ تقسیم کرتے ہو تو یہ بھی جہاد ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ تم پوری توجہ سے قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہو تو یہ بھی تمہارا علم بڑھانے کے لئے ایک جہاد ہے۔ تو صرف تلوار چلانا جہاد نہیں ہے۔

اس کو مسلمانوں نے غلط لے لیا ہے۔ یا مسلمانوں کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ اور ویسے آجکل کے عمل تو مسلمانوں کے یہی ہیں۔ اس لئے میں نے اس پر کافی سارے لیکچر دئیے ہوئے ہیں۔ تم ابھی اتنے بڑے ہو گئے ہو، سولہ سترہ سال کے ہو تو میرے لیکچر پڑھ لو تمہیں جہاد کی سمجھ آ جائے گی۔

☆ ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ جب اپنے آپ کو وقف کرنے کا وقت آتا ہے تو وقف کرتے ہوئے اپنی پسند کی فیلڈ میں جاسکتے ہیں؟ مثلاً اگر کسی نے پائلٹ بننا ہے تو کیا وہ بن سکتا ہے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ وقف نو ہو آپ نے پائلٹ بننا ہے تو آپ پہلے پوچھیں کہ میری بہت زیادہ خواہش پائلٹ بننے کی ہے۔ میں صرف پائلٹ ہی بن سکتا ہوں کچھ اور نہیں بن سکتا۔ تو پھر آپ کو جماعت بتا دے گی یا خلیفۂ وقت بتا دے گا کہ آپ پائلٹ بن سکتے ہیں کہ نہیں بن سکتے۔ اگر آپ کو اجازت مل جائے تو بن جائیں۔ یا پھر یہ ہے کہ آپ اجازت لے کے یہ کہہ دیں کہ میں وقف نو سے باہر نکلنا چاہتا ہوں۔ میرے اماں ابا نے تو مجھے وقف کیا تھا۔ اگر جماعت کو ضرورت نہیں تو میری دلچسپی یہ ہے۔ مجھے اجازت دی جائے کہ میں یہ کام کر لوں۔ پھر کسی وقت کسی اور طریقے سے میں جماعت کی خدمت کر لوں گا۔ لیکن اس وقت وقفِ نو کی فہرست میں سے مجھے کاٹ دیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وقف نو کے لئے میں نے ہدایت دی ہوئی ہے کہ جماعت کی طرف سے گائیڈنس اور کونسلنگ پوری مکمل ہونی چاہئے۔ جن کی ہمیں زیادہ ضرورت ہے وہ ڈاکٹرز ہیں ٹیچرز ہیں۔ ٹرانسلیشن کرنے والے ہیں۔ زبانوں کے ماہر ہیں۔ انجنیئرز ہیں، آرکیٹیکٹ ہیں اور بعض شعبہ ایسے ہیں بعض دفعہ وکیلوں کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ جو مختلف skills ہیں اگر جو طلباء زیادہ نہ پڑھ سکیں تو دوسرے مختلف فیلڈز میں بھی ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ پوچھ لو یا کچھ وقت کے لئے بعض لوگ کہہ دیتے ہیں اچھا ہماری یہ دلچسپی ہے ہمیں کم از کم دو سال، چار سال، چھ سال اجازت دیں کہ ہم وہ کام کر لیں۔ تو ان کو اجازت مل جاتی ہے۔ لیکن وقف اصل یہی ہے کہ وہ چیز کرو جس کی جماعت کو ضرورت ہے۔

☆ ایک واقف نو نے سوال کیا کہ ہم کو فیس بک (facebook) استعمال کرنے سے کیوں منع کر دیا گیا ہے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کوئی حرام

نہیں قرار دیا گیا۔ بند اس لئے کیا ہے کہ اس میں بہت ساری بُرائیاں سامنے آ جاتی ہیں۔ تم لوگ ابھی بچے ہو، چھوٹے ہو، تم لوگوں کو پتا ہی نہیں لگتا کہ دوسرے لوگ تمہیں آہستہ آہستہ trap کر لیتے ہیں۔ اب جب تک تمہارا علم پورا نہ ہو جب تک تمہاری سوچ mature نہ ہو اس وقت تک تم استعمال نہ کرو۔ جماعت احمدیہ کا جو alislam.org ہے، اس میں فیس بک بھی ہے۔ ہمارے پریس والوں نے ایک فیس بک بنائی ہوئی ہے۔ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ پرسنل (personal) فیس بک سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ تم لوگوں کو پورا علم نہیں ہے بعض دفعہ تم لوگ غلط ہاتھوں میں ٹریپ (trap) ہو جاتے ہو۔ اب دنیا میں بہت سارے فیس بک اکاؤنٹ ہیں۔ دنیا کو بھی realize ہو رہا ہے ان کو اب سمجھ آ رہی ہے کہ فیس بک میں بعض دفعہ برائیاں زیادہ ہیں اس لئے امریکہ میں ہی گزشتہ دنوں میں قریباً کوئی چھ لاکھ اکاؤنٹس انہوں نے بند کر دئیے یہ کہہ کے کہ ہمیں فیس بک نے نقصان پہنچایا ہے۔ اگر ان لوگوں کو سمجھ آ گئی ہے جو دنیادار ہیں تو ہم دینداروں کو زیادہ جلدی سمجھ آنی چاہئے۔ ہاں اگر تمہیں تبلیغ کے لئے کرنا ہے تو alislam والی فیس بک استعمال کر لو۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان واقفین نو طلباء کو انعام عطا فرمائے جنہوں نے اپنی اپنی عمر کا نصاب وقف نو مکمل کر لیا اور اوّل دوم سوم آئے۔ (الفضل انٹرنیشنل 11/جولائی 2014ء)

☆...☆...☆

واقفینِ نو عالمگیر

ایک واقفِ نَو مکرم عبد القدوس عارف صاحب (مربیٔ سلسلہ) کا انٹرویو

"واقفین نَو عالمگیر" کے نام سے ہم ایک نیا سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ اس کالم میں ہم ایسے واقفین نَو کے انٹرویوز پیش کریں گے جو میدانِ عمل میں آچکے ہیں اور جماعت احمدیہ کی کسی بھی رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔ اگر آپ کسی واقفِ نَو کو جانتے ہیں جو مندرجہ بالا زمرہ میں آتا ہے تو آپ اُن کا انٹرویو لے کر ہمیں وہ انٹرویو ضرور ارسال کریں۔اس طرح دنیا بھر میں بسنے والے واقفین نَو کو رہنمائی بھی ملے گی اور اس میدان میں خدمت کرنے والوں کے تأثرات سے بھی آگاہی حاصل ہو گی جس سے وہ اپنے مستقبل کا بھی اندازہ کر سکیں گے۔نیز انہیں علم ہو گا کہ واقفینِ نَو کِن کِن شعبوں میں خدمت کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام واقفینِ نَو کو بے نفس ہو کر اور خلیفۂ وقت کی توقعات کے مطابق احسن رنگ میں خدمت کی توفیق دے۔ آمین۔(مدیر)

یہ انٹرویو مکرم عزیزم صہیب احمد صاحب نمائندہ اسماعیل میگزین نے لیا ہے۔ انہوں نے مکرم عبد القدوس عارف صاحب سے پہلا سوال یہ کیا کہ

★...آپ کی تعلیم کیا ہے؟

مکرم عبد القدوس صاحب نے بتایا: خاکسار نے GCSE کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے امتحان دیا۔اتفاق سے امتحان کے روز خاکسار کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات تھی۔ملاقات میں حضور انور سے عرض کیا کہ خاکسار جامعہ احمدیہ جانا چاہتا ہے مگر A-Levels کرنے کی بھی خواہش ہے۔اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ جانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار جامعہ احمدیہ یوکے میں داخل ہوا اور سات سال کا کورس مکمل کرنے کے بعد شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

★...زندگی وقف کرنے کے لئے کس چیز نے آپ کو سب سے زیادہ متأثر کیا ہے؟

میرے خیال میں میری زندگی میں کوئی ایک لمحہ نہیں تھا جس نے مجھے اپنی زندگی وقف کرنے کی طرف مائل کیا ہو بلکہ یہ شروع دن سے مسجد فضل لندن کے بابرکت اور روحانی ماحول کے قریب رہنے کا نتیجہ تھا۔ خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مختلف مجالس میں شرکت کرنے کی توفیق ملتی رہی اور اُس ماحول میں رہتے ہوئے مجھے احساس پیدا ہوا کہ جماعت کی بہترین رنگ میں خدمت اُس وقت ہو سکتی ہے جب اپنی زندگی حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ میں دے دی جائے۔

★...آجکل آپ کس رنگ میں جماعت کی خدمت کر رہے ہیں؟

آجکل خاکسار جامعہ احمدیہ یوکے میں تاریخ اسلام، تاریخ احمدیت، اور انگریزی پڑھا رہا ہے۔علاوہ ازیں جماعت کے مختلف شعبوں میں خدمت کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔

★...آپ کی روز مرّہ کی مصروفیات کیا ہیں؟

صبح جامعہ احمدیہ پہنچنے کا وقت اس بات پر منحصر ہے کہ خاکسار کا لیکچر کب شروع ہو رہا ہے۔ عام طور پر خاکسار آٹھ یا نو بجے جامعہ پہنچ جاتا ہے۔ بعض اوقات دو سے تین لیکچر ہوتے ہیں اور بعض اوقات تین سے چار۔ جامعہ کے بعد جماعت کے مختلف شعبہ جات میں خدمت

کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ مثلاً مجلس خدام الاحمدیہ ، ایم ٹی اے وغیرہ۔

★...آپ ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کوئی ایسی نصیحت بتائیں جو آپ کو حضور انور نے فرمائی ہو اور جو تمام واقفین کے لئے اہمیت کی حامل ہو۔

جب میں نے جامعہ احمدیہ پاس کیا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میرے لئے چند نصائح لکھی تھیں۔ اُن میں سے ایک نصیحت یہ تھی کہ کبھی اپنے وقف کے ساتھ بے وفائی مت کرنا۔ اسی طرح حضور انور نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ کبھی خدا تعالیٰ کے ساتھ بے وفائی مت کرنا۔

★...وقفِ زندگی کی حیثیت سے آپ کو کبھی ملک سے باہر جانے کی سعادت نصیب ہوئی ہے؟

الحمد للہ، جامعہ احمدیہ کے تعلیمی دَور میں ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت خاکسار کو چند ہفتوں کے لئے بنگلہ دیش بھیجا تھا۔خاکسار بنگلہ دیش کے جس علاقہ میں گیا اُسے "احمد نگر" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ تقریباً ہزار سے ڈیڑھ ہزار احمدی احمد نگر میں رہائش پذیز ہیں اس لئے اُس جگہ کو ربوہ ثانی یعنی دوسرا ربوہ بھی کہا جاتا ہے ۔ علاوہ ازیں جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد حضور انور نے ہماری کلاس کو مختلف ممالک میں بھیجا۔ خاکسار کو گھانا، سپین اور پاکستان جانے کی توفیق ملی۔

★...آپ اپنی فیملی کو کتنا وقت دیتے ہیں اور اپنی صحت کو کس طرح برقرار رکھتے ہیں؟

الحمدللہ، خاکسار کی اہلیہ بھی وقف ہیں اور اُن کو وقف کی اہمیت اور ایک واقفِ زندگی کی ذمہ داریوں کا بخوبی علم ہے ۔جماعتی مصروفیات سے خالی اوقات خاکسار زیادہ سے زیادہ اپنے گھر والوں کے ساتھ گزارتا ہے۔ اورسب کو چاہئے کہ اپنے وقف کی ذمہ داریوں کے علاوہ جو وقت

بچے اپنے گھر کو دیں مگر جماعت کا حق پہلے ادا کریں۔ جہاں تک صحت کا سوال ہے جامعہ میں تومَیں روزانہ ورزش کرتا ہوں اور جب میں جامعہ میں نہیں تھا اس وقت بھی میں سائکلنگ، تیراکی اور jogging وغیرہ کرتا تھا۔

★...زندگی وقف کرنے والوں کو آپ کیا نصیحت کریں گے؟

سب سے ضروری اور اہم بات یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے خلیفہ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوطی سے قائم رکھیں۔ جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دعا اور ہر سانس خدا تعالیٰ کے لئے تھا اسی طرح ہم سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا چاہئے۔ اور اسی بات کو عملی جامہ پہنانے کے نتیجہ میں ترقیات وابستہ ہیں۔ اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ اپنا تعلق جوڑ کر رکھنا چاہئے کیونکہ وقف کرنے کے بعد ہم نے اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگی حضرت خلیفۃ المسیح کی جھولی میں رکھ دی ہے اور وہی ہماری رہنمائی کرنے والے ہیں۔

☆...☆...☆

واقفین نو کو ہدایت

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ یوکے کے دوسرے نیشنل وقفِ نَو اجتماع کے موقع پر فرمایا:

اب مستقل یہ عادت ڈال لیں کہ نماز میں اپنے لئے خاص طور پر دعا کرنی ہے۔ہر نماز میں دعا کرنی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح وقفِ نو بنائے۔

(ماخوذ از مشعل راہ جلد 5 حصہ 2 صفحہ 2,1)

جلسہ سالانہ برطانیہ کے ایّام میں
حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کی مصروفیات پر مشتمل ڈائری

عابد وحید خان صاحب انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس کی ذاتی ڈائری

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی افسر جلسہ سالانہ کو ہدایت

7/اگست 2016ء سہ پہر کو جلسہ سالانہ یوکے کے انتظامات کا معائنہ ہوا۔ جماعت احمدیہ یوکے اس لحاظ سے انتہائی خوش نصیب ہے کہ حضور انور ہر سال جلسہ سالانہ کے انتظامات کا تفصیل سے معائنہ فرماتے ہیں۔ روایتی طور پر یہ معائنہ جلسہ سالانہ سے قبل اتوار کے روز ہوتا ہے چنانچہ اس سال بھی حسب سابق انتظامات کا معائنہ اتوار کے روز ہی ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور انور صرف معائنہ کی حد تک انتظامات کا حصہ نہیں ہوتے بلکہ آغاز سے ہی براہِ راست جلسہ سالانہ کے انتظامات اور تیاریوں میں شامل ہوتے ہیں۔

مَیں نے محمد ناصر خان صاحب افسر جلسہ سالانہ سے اس بارہ میں بات کی تو انہوں نے تفصیل سے بتایا کہ جلسہ سالانہ یوکے سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی اہم فیصلہ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں، ہدایات اور اجازت کے بغیر کبھی بھی نہیں لیا گیا۔ انہوں نے بتایا:

'سب سے پہلے حضور انور بذات خود جلسہ سالانہ کی انتظامی کمیٹی کی منظوری عطا فرماتے ہیں۔ اس کے بعد حضور انور از راہ شفقت مجھے اور دوسرے کمیٹی ممبران کو ملاقات کا وقت دیتے ہیں اور تمام معاملات میں ہماری رہنمائی فرماتے ہیں۔'

شاملین جلسہ سے حضور انور کی محبت پر بات کرتے ہوئے ناصر صاحب نے بتایا:

'میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ حضور انور خاص طور پر شاملینِ جلسہ کے آرام اور آسانی کا خیال رکھتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ سال ملاقات میں حضور انور نے ہمیں ہدایت دی تھی کہ مرکزی پنڈال میں فرش کو زیادہ آرامدہ بنایا جائے کیونکہ بہت سے مہمان کئی گھنٹے زمین پر بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ اس ارشاد پر ہم نے ایک خاص نرم قالین حاصل کیا جسے اصل قالین کے نیچے بچھاتے ہیں اور اسی ارشاد کی برکت سے ہم نے اس تہہ کو بچھا کر بیٹھنے والوں کے لئے فرش کو زیادہ نرم اور آرامدہ بنا دیا۔'

....

جلسہ سالانہ 2016ء کے انتظامات کا معائنہ

7/اگست 2016ء کو 3 بجکر 15 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز معائنہ انتظامات کے لئے مسجد فضل سے روانہ ہوئے۔ گزشتہ سالوں میں حضور انور چار مختلف مقامات کا معائنہ فرماتے رہے: بیت الفتوح، جامعہ احمدیہ، اسلام آباد اور آخر پر حدیقۃ المہدی۔ اسلام آباد میں جماعت یوکے ایک نئی مسجد تعمیر کر رہی ہے اس لئے امسال وہاں جلسہ کے انتظامات نہیں کئے گئے۔ لہٰذا معائنہ میں امسال بیت الفتوح، جامعہ احمدیہ اور حدیقۃ المہدی شامل تھے۔

سب سے پہلے حضور انور نے بیت الفتوح کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور نے مختلف نظامتوں کا وِزٹ کیا جن میں کار پاسز (car passes)، رہائشی حصہ (یعنی accommodation) اور بیت الفتوح کا لنگر شامل تھے۔ حضور انور نے بُک شاپ کا بھی وِزٹ کیا جہاں انچارج صاحب مکرم ارشد احمدی صاحب نے حضور انور کو نئی کتب دکھائیں جنہیں حال میں سٹاک کیا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ کتب جلسہ پر بھی دستیاب ہوں گی۔

حضور انور نے ارشد احمدی صاحب اور امیر صاحب یوکے سے دریافت فرمایا کہ حال میں دوبارہ شائع ہونے والی کتاب کشتیٔ نوح (Noah's Ark) اور حضور انور کی اپنی کتاب "World Crisis and the Pathway to Peace" انہیں کیسی لگی؟

حضور انور نے فرمایا:

'مَیں نے خود دونوں کتابوں کے کورز ڈیزائن کرنے میں مشورہ دیا ہے'

یہ حیران کُن بات تھی اور اس بات کی ایک اَور مثال تھی کہ کس طرح حضور انور ہر سطح پر جماعت کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

جامعہ احمدیہ میں معائنہ

تقریباً 4 بجے حضور انور قافلہ کے ہمراہ بیت الفتوح سے جامعہ احمدیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جامعہ احمدیہ، انگلستان کے دیہی علاقہ کے ایک قصبہ Haslemere میں واقع ہے۔ بیرون ملک سے تشریف لانے والے بہت سے مہمانانِ کرام کی رہائش کا انتظام جامعہ احمدیہ میں کیا جاتا ہے اس لئے حضور انور نے تمام رہائشی حصوں کا معائنہ فرمایا نیز مہمانوں کے کھانے کے انتظامات کا بھی جائزہ لیا۔جامعہ احمدیہ سے روانگی کے وقت جب حضور انور اپنی گاڑی کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو حضور انور کی نظر جامعہ احمدیہ کے داخلی حصہ پر نصب بعض کھڑکیوں پر پڑی جو بہت پُرانی ہو چکی تھیں اور حضور انور نے محسوس کیا کہ انہیں باہر سے جھٹکا دے کر بآسانی کھول بند کیا جا سکتا ہے اور اس لحاظ سے یہ کھڑکیاں غیر محفوظ اور خطرہ کا باعث بن سکتی ہیں۔ حضور انور نے مکرم ناصر خان صاحب کو ہدایت فرمائی کہ ان کھڑکیوں کو Double Glazed کھڑکیوں سے تبدیل کر دیا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ سب کھڑکیاں مضبوط ہوں۔

حضور انور کے اس ارشاد پر ناصر خان صاحب نے کہا کہ جامعہ کی عمارت سرکاری ''listed'' عمارتوں میں شامل ہے اس لئے عمارت میں تبدیلی کرنا بہت مشکل کام ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

'Listed عمارت ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کو عمارت کی حالت کو برقرار رکھنے یا مناسب مرمّت کرنے کی اجازت نہیں۔ اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ آپ عمارت کی شکل وصورت میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے۔'

ان باتوں کا علم اور ایسے معاملات میں حضور انور کی گہری نظر اِن شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے کئی ماہرین سے بہت بڑھ کر ہے۔

حدیقۃ المہدی میں انتظامات کا معائنہ

جامعہ احمدیہ سے حدیقۃ المہدی کے لئے روانگی 5:بجکر 15 منٹ پر ہوئی اور 5:بجکر 45 منٹ پر حدیقۃ المہدی آمد ہوئی۔ حدیقۃ المہدی چونکہ جلسہ سالانہ کا مرکزی مقام ہے اس لئے اس کے معائنہ میں سب سے زیادہ وقت لگتا ہے۔

[معائنہ کے بعد حضور انور حدیقۃ المہدی میں نماز مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھاتے ہیں۔]

نیا چاند یا پُرانا

ناصر خان صاحب حضور انور کو مین پنڈال کی طرف لے جا رہے تھے۔ عام طور پر حضور انور تیز چلتے ہیں لیکن اس موقع پر حضور نسبتاً آہستہ چل رہے تھے۔ناصر صاحب شاید حضور انور کے چلنے کی عام رفتار کے عادی تھے اس لئے تیز چل رہے تھے۔ چنانچہ انہیں دیکھ کر حضور انور نے فرمایا:

'ناصر صاحب آپ اتنی جلدی میں کیوں ہیں؟ میں تو جان بوجھ کر آہستہ چل رہا ہوں تاکہ سب کو نماز کی تیاری کا وقت مل جائے۔'

جب حضور مرکزی پنڈال کے باہر چل رہے تھے تو حضور انور کی نظر چاند پر پڑی۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ یہ نیا چاند ہے؟ اس پر صدر مجلس انصار اللہ یوکے ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب نے جواب دیا کہ انہیں معلوم نہیں۔ حضور انور نے فرمایا:

'خواہ یہ نیا چاند ہے یا پُرانا ، ہم تو اسے پہلی دفعہ دیکھ رہے ہیں۔'

دل کو موہ لینے والا ایک لمحہ

حضور انور نہایت صبر و اطمینان سے نماز مغرب کے وقت کا اور تمام احمدیوں کا انتظار فرمارہے تھے کہ وہ نماز کے لئے تیار ہو جائیں۔ اسی

باقی صفحہ نمبر 31 پر ملاحظہ فرمائیں

قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات
تبرکات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ذیشان محمود۔ربوہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کواستجابت دعا کا نشان دیا گیا اور اس کا فیضان ہمیں مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت کے ذریعہ ایک نئی شان کے ساتھ وسعت اختیار کرتاہوا ہمیں دکھائی دیتاہے۔ چنانچہ خلفائے احمدیت کی قبولیتِ دعا کے سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں واقعات ہیں جو اکنافِ عالم میں روشن نشانوں کی طرح جگمگاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قبولیت دعا کے چند واقعات ہدیۂ قارئین ہیں۔

بیماری سے شفا

مکرم محمد اقبال صاحب۔ کنری ضلع عمرکوٹ لکھتے ہیں کہ

''1998ء میں غالباً 20 فروری کو مجھے رات کے وقت اچانک ٹانگ کی پنڈلی میں عرق النساء کی تکلیف ہوئی۔ خاکسار نے ڈاکٹر سے معائنہ کرایا اور دوائی شروع کر دی مگر پھر بھی مجھے بے یقینی تھی خاکسار نے اگلے دن نو بجے ناظر صاحب اعلیٰ کے دفتر میں فون پر رابطہ کیا حضرت میاں صاحب (یعنی موجودہ حضور) کو بیماری کی ساری حقیقت حال بتائی اور جذبات میں آکر خاکسار رونے لگا تو میاں صاحب نے فرمایا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے آپ کی چیخیں ربوہ تک پہنچ گئیں ہیں اور جو بھی دوست یا بزرگ میرے پاس آئے گا میں اُسے درخواستِ دعا کروں گا اور ازراہِ شفقت رسٹاکس + آرنیکا 1000 طاقت میں لینے کا ارشاد فرمایا۔ میری بیماری کو دیکھ کر ڈاکٹر بھی پریشان تھے کوئی کہہ رہا تھا کہ ٹانگ ٹیڑھی ہو جائے گی اور لنگڑا پن ہو جائے گا۔ مَیں گھبراہٹ میں تھا۔ اگلے دن میاں صاحب کا فون آیا۔ ازراہ شفقت فرمایا کہ میرے پاس جو بھی دوست و بزرگ آتے ہیں ان کو دعا کے لئے کہہ دیتا ہوں اور خود بھی دعا کر رہا ہوں۔ خاکسار چل پھر نہ سکتا تھا اور نہ بیٹھ سکتا تھا۔ میرا یقین و ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور میاں صاحب کی دعاؤں کی وجہ سے ٹھیک ٹھاک کر دیا۔''

(تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور نمبر 2008ء صفحہ 37)

مکمل آرام آگیا

مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ربوہ بیان کرتے ہیں:

''حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قبولیت دعا کے بہت سے واقعات ہیں۔ مجھے حضور کی دعاؤں سے بہت برکات حاصل ہوئی ہیں۔ گزشتہ جلسہ سالانہ لندن سے پہلے میرے گھٹنے میں بڑی تکلیف تھی۔ فضل عمر ہسپتال کے اسپیشلسٹ سے میں نے دوائی لی۔ ہومیوپیتھک کے اسپیشلسٹ سے بھی میں نے دوائی لی۔ حضور انور کو بھی دعا کے لئے فیکس کر دی جب میں لندن جلسے پر گیا تو وہاں بھی گھٹنے کو بڑی تکلیف تھی چنانچہ میں دوائی وغیرہ تو کھاتا رہا مگر افاقہ نہ ہوا۔ ایک دن ملاقات کے دوران حضور انور نے پوچھا کہ آپ پکنک پر کیوں نہیں آئے تھے؟ میں نے عرض کی کہ حضور گھٹنے میں بڑی شدید تکلیف تھی۔ چنانچہ حضور انور نے مجھے ایک exercise بتائی کہ یہ کیا کرو۔ میں نے فوراً وہ exercise کرنی شروع کر دی۔ تین دن بعد کچھ افاقہ ہوا اور دس دن کے بعد تکلیف بالکل دور ہو گئی اور مکمل آرام آگیا۔ یہ سب کچھ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا اور توجہ کی بدولت ہوا۔ اسی طرح یکم فروری 2006ء کو مجھے دل کی تکلیف ہوگئی مجھے I.C.U میں داخل کر دیا گیا۔ ساتھ ہی میں نے ساری صورتحال کی حضور انور کو بھی فیکس کر دی۔ چند دنوں بعد فیکس کا جواب آ گیا حضور انور نے میری شفایابی کے لئے دعا کی اور چند دنوں بعد میں ٹھیک ہوگیا۔ اس کے بعد مجھے کئی دوست کہتے رہے کہ آپ انجیوگرافی کرائیں۔ میں نے انہیں کہا کہ مجھے حضور کی دعائیں مل گئی ہیں میرے لیے یہی کافی ہیں۔ دوائیاں کچھ دیر تک تو میں کھاتا رہا اب دوائی بھی چھوڑ دی ہے۔ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بہتر ہے۔ یہ سب حضور انور کی شفقت اور دعا کی برکت سے ہے۔''

(تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور نمبر 2008ء صفحہ 147)

بیٹے کی کامیابی

مکرم محمد اقبال صاحب۔ کنری ضلع عمر کوٹ لکھتے ہیں کہ

"خاکسار کا بیٹا عزیزم محمود احمد انجم جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم تھا اور پڑھائی میں کمزور تھا۔ ایک بار خاکسار اپنے بیٹے کو لے کر محترم ناظر صاحب اعلیٰ کے دفتر میاں صاحب کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے بیٹے کو سمجھائیں کہ یہ واقف زندگی ہے اس نے خود زندگی وقف کی ہے یہ پڑھائی میں کمزور ہے۔ آپ اس کے لئے دعا کریں۔ خاکسار اس بچے کو آپ کے سپرد کرتا ہے کہ آپ اس کی تعلیم کی نگرانی فرمائیں تو یہ مجھ پر احسان عظیم ہوگا۔ آپ نے عزیزم محمود احمد انجم کو کہا کہ آئندہ آپ نے مجھ سے ملتے رہنا ہے اور ہر ماہ اپنی تعلیم کی رپورٹ دینی ہے۔ دو تین ماہ بعد خاکسار جب دوبارہ ربوہ گیا اور اپنے بیٹے کو کہا کہ جب آپ میاں صاحب سے ملتے ہیں تو میاں صاحب کیا فرماتے ہیں؟ بیٹے نے مجھے کہا کہ میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ **روزانہ کم از کم دو نفل ضرور پڑھا کرو اور روحانی خزائن کا مطالعہ سونے سے پہلے کیا کرو۔ ہر ماہ کوشش کر کے جیب خرچ سے ایک کتاب خریدا کرو۔** اس ضمن میں ایک واقعہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں جو کہ میاں صاحب کے خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد کا ہے۔ جلسہ سالانہ برطانیہ 2003ء میں خاکسار کو شمولیت کا موقع ملا۔ خاکسار نماز پڑھنے مسجد فضل کی طرف جا رہا تھا کہ راستہ میں مکرم سید میر محمود احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ ملے۔ خاکسار نے سلام عرض کیا۔ مصافحہ اور معانقہ کیا اور خلافت کی مبارکباد دی۔ آپ نے فرمایا آپ کا بیٹا محمود احمد انجم بڑا خوش نصیب ہے جس کی نگرانی پیارے آقا خلافت سے پہلے کرتے تھے اور مجھ سے رپورٹ لیتے رہتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعاؤں سے ہی جامعہ میں کامیاب جا رہا ہے۔ میں اور میرا بیٹا کس قدر خوش نصیب ہیں کہ پیارے آقا کی خلافت سے پہلے اور بعد کی دعائیں ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے حضور کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے۔

(تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور نمبر 2008ء صفحہ 37)

تین سال کا ویزا مل گیا

مکرم انیس احمد ندیم صاحب۔ جاپان لکھتے ہیں:

مکرم ظفر احمد ظفری صاحب قائد مجلس ناگویا نے مجھے بتایا:۔

ملاقات کے دوران حضور انور ایدہ اللہ نے حال احوال پوچھا، بچوں کو تحائف دیے، کئی دعائیں اور التجائیں میرے دل میں تھیں لیکن عرض نہ ہو سکیں آخر اُس وقت جب پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنانے کا موقع ملا تو اس دوران عرض کر دیا کہ حضور دعا کریں کہ میرے ویزے کا مسئلہ حل ہو جائے۔ حضور انور ایدہ اللہ کے مبارک لبوں سے نکلی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قبولیت دعا کا عجیب نشان بن گئی کہ ویزا کے سلسلہ میں دس بارہ سال سے مشکل کا شکار تھے۔ ایک سال کا ویزا ملتا اور اگلے سال دوبارہ کوشش کرنی پڑتی اور عجیب بے یقینی کی کیفیت تھی لیکن اس دفعہ بھی اپلائی کیا ہوا تھا۔یہی توقع تھی کہ حسب سابق سلوک ہوگا لیکن وہ بیان کرتے ہیں کہ ہماری حیرانگی کی انتہا نہ رہی جب ہم نے دیکھا کہ آئندہ تین سال کے لئے ہمیں جاپان کا ویزا مل گیا ہے۔ مجھے دعا کی وہ درخواست یاد آگئی اور قبولیت دعا کے اس اعجاز پر ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

(تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور نمبر 2008ء صفحہ 206)

گھانا کی زمین سے تیل

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب 2004ء میں غانا تشریف لے گئے تو ایک موقع پر سفر کے دوران حضورنے اہل غانا کو بشارت دی کہ گھانا کی زمین سے تیل نکلے گا۔

چنانچہ جب 2008ء میں حضورانور خلافت جوبلی کے موقع پر دوبارہ گھانا تشریف لے گئے تو غانا کے صدر مملکت نے ملاقات کے دوران حضور سے کہا کہ حضور کی ہمارے ملک کے لئے دعائیں قبول ہو رہی ہیں۔ حضور نے اپنے گزشتہ دورہ کے دوران فرمایا تھا کہ گھانا کی زمین میں تیل ہے اور یہاں سے تیل نکلے گا۔ حضورانور کی یہ دعا بڑی شان سے قبول ہوئی اور گزشتہ سال گھانا سے تیل نکل آیا۔

چنانچہ اس حوالہ سے گھانا کے مشہور نیشنل اخبار Daily Graphic نے اپنے 17/اپریل 2008ء کے شمارہ میں پہلے صفحہ پر حضورانور اور صدر غانا کی ملاقات کی رپورٹ شائع کرتے ہوئے لکھا: خلیفۃ المسیح نے اپنے دورہ گھانا 2004ء کے دوران گھانا میں تیل کی دریافت پر بڑے پرزور طریق سے اپنے یقین کا اظہار کیا تھا اور یہی یقین گزشتہ سال حقیقت میں بدل گیا۔ اور گھانا کی سرزمین سے تیل نکل آیا۔

(الفضل۔ دعا نمبر۔ 28دسمبر 2015ء صفحہ 45-43)

تبرکات

"جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ دنیا کی سب قوموں کے کاموں سے بڑا ہے"

"اگر ہم اپنے اندر کمزوری محسوس کرتے ہیں تو ساتھ ہی ہمارا فرض ہے کہ ہم اَور زیادہ قربانیاں کریں، اَور زیادہ جدّوجہد سے کام لیں تا کہ ہماری جو اندرونی اور باطنی کمزوریاں ہیں اُن کا کچھ کفارہ ہماری ظاہری کوششیں کر دیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد جو کام کیا ہے وہ اتنا اہم اور اتنا عظیم الشان ہے کہ اُس کے لئے جتنی بھی قربانی جماعت کو کرنی پڑے درحقیقت وہ کام اس کا مستحق ہو گا اور جتنی بھی قربانی ہم کریں درحقیقت وہ قربانی اس فضل سے کم ہی رہے گی جو اللہ تعالیٰ نے یہ کام ہمارے سپرد کر کے ہم پر کیا ہے۔ مَیں تو حیران رہ جاتا ہوں اور میری عقل دنگ ہو جاتی ہے جب مَیں سوچتا ہوں کہ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ کام ہمارے سپرد کیوں کیا۔ ہم سے زیادہ عقلمند لوگ دنیا میں موجود تھے، ہم سے زیادہ مال رکھنے والے لوگ دنیا میں موجود تھے، ہم سے زیادہ بظاہر نمازیں پڑھنے والے لوگ دنیا میں موجود تھے، ہم سے زیادہ بظاہر روزے رکھنے والے لوگ دنیا میں موجود تھے، ہم سے زیادہ تسبیحیں پھیرنے والے اور اپنی زندگیوں کو خلوت کی حالت میں خدا تعالیٰ کی یاد میں گزار دینے والے لوگ دنیا میں موجود تھے۔ آخر خدا نے ہم کو جو اس کام کے لئے چُنا تو کوئی خوبی اللہ نے ہی دیکھی ہو گی ورنہ ہمیں تو وہ نظر نہیں آتی۔ مَیں تو سمجھتا ہوں کہ یہ محض اُس کا احسان ہے کہ اس نے یہ عظیم الشان کام ہمارے سپرد کیا۔ یعنی ایسا کام جو دنیا کی مختلف اقوام گزشتہ کے کاموں سے بڑھ کر ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے صحابہؓ کی اتباع اور مماثلت کا ہے۔..."

"مَیں نے بتایا ہے کہ ہمارے سپرد جو کام کیا گیا ہے وہ نہایت ہی اہم ہے اور ایسے زمانہ میں یہ کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے جب دہریت اور عیش پرستی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ سائنس کے ذریعہ اسلام پر نئے نئے حملے کئے جا رہے ہیں اور ایمان کے خلاف دنیا میں ایک شدید زہریلی ہَوا جاری ہے۔ ...ان سارے حالات کو بدلنا اور محبت سے، پیار سے، نیکی سے، رأفت سے اور شفقت سے لوگوں کی اصلاح کرنا ہمارا کام ہے۔ کیا یہ کوئی معمولی کام ہے جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے؟ دنیا میں کونسی قوم ہے جس نے ایسا کام کیا ہو؟ کوئی قوم ایسی نہیں جس کے سپرد اتنا بڑا کام کیا گیا ہو جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ پس جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ دنیا کی سب قوموں کے کاموں سے بڑا ہے اور جو طاقت ہمارے اندر ہے وہ دنیا کی سب قوموں سے کم ہے۔ پس یہ کام سوائے اس کے کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی نشان ظاہر ہو اور وہ ہمارے کمزور ہاتھوں سے یہ عظیم الشان عمارت کھڑی کر دے۔ پس ہماری ذمہ داریاں بہت وسیع ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو کام ہمارے سپرد کیا ہے وہ ایسی اہمیت رکھتا ہے اور اتنا بڑا ہے کہ اگر ہم اپنے اندر کمزوری محسوس کرتے ہیں تو ساتھ ہی ہمارا فرض ہے کہ ہم اَور زیادہ قربانیاں کریں، اور زیادہ جدّوجہد سے کام لیں تا کہ ہماری جو اندرونی اور باطنی کمزوریاں ہیں اُن کا کچھ کفارہ

ہماری ظاہری کوششیں کر دیں۔''

''دیکھو! خدا تعالیٰ کی قدرت کا دنیا میں ہمیں ایک عجیب نظارہ نظر آتا ہے۔ قدرت نے کئی جاندار چیزیں ایسی پیدا کی ہیں جو دنیا کے لئے قربانی کر رہی ہیں مگر خود ان کو ان قربانیوں کے نتائج حاصل نہیں ہوتے۔ مثلاً مونگا ایک کیڑا ہے جس کے نام پر کئی جزائر آباد ہیں۔ مونگے میں یہ عادت پائی جاتی ہے کہ زمینیں پیدا کرنے کے لئے ایک مونگا دوسرے مونگے پر چڑھ کر جان دے دیتا ہے۔ سمندر کی تہہ میں لاکھوں مونگے ہوتے ہیں۔ دس بیس ہزار مونگے ایک دوسرے پر چڑھ کر مر جاتے ہیں۔ پھر اُن پر دس بیس ہزار اَور مونگے چڑھ کر مر جاتے ہیں۔ اُن پر دس بیس ہزار اَور مونگے چڑھ کر جان دے دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہوتے ہوتے سمندر کی تہہ جو بعض دفعہ دو دو تین تین میل گہری ہوتی ہے ان مونگوں سے بھر جاتی اور وہاں زمین پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ایک دن انہی مونگوں کے مرنے سے وہاں ایک جزیرہ آباد ہو جاتا ہے۔ جہاں درخت اُگتے ہیں، کھیتیاں ہوتی ہیں، مکانات بنتے ہیں اور ہزاروں لوگ رہائش رکھتے ہیں۔ اس قسم کے بیسیوں جزائر ہیں جو دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ کورل آئی لینڈز (Coral Islands) انہی کو کہتے ہیں اور وہ اسی طرح بنتے ہیں کہ ایک کثیر التعداد کورلز کی مر کر جان دے دیتی ہے۔ جن پر اَور لاکھوں کروڑوں کورلز چڑھ کر جان دے دیتے ہیں اور رفتہ رفتہ ان کی قربانی سے ایک زمین آباد ہو جاتی ہے۔... پس تعجب کی بات ہے کہ ہمارے اندر ایک کورل جتنی قربانی کا مادہ بھی نہ ہو اور ہم یہ خیال کریں کہ جب تک ہماری قربانیوں کا ہماری ذات کوفائدہ نہ ہو اُس وقت تک قربانیاں کرنا بے معنی ہے۔ تمہیں اس مثال کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ اگر تم مر جاتے ہو اور تمہاری قربانیوں سے دو سو یا چار سو سال کے بعد جماعت کو فائدہ پہنچتا ہے تو تمہاری قربانی رایگان نہیں گئی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہو گئی۔

پھر ہمارے لئے تو ایک زائد بات یہ بھی ہے کہ جو شخص مر جاتا ہے اُسے اپنی قربانیوں کا مرتے ہی انعام ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر قربانیوں کی ایک اَور مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ برسات کا موسم ہو اور تم لیمپ روشن کرو تو تم دیکھتے ہو کہ کس طرح پروانے اس پر گر گر کر مرتے چلے جاتے ہیں۔ ہمارے شاعروں نے تو شمع اور پروانے کا اپنے اشعار میں اس قدر ذکر کیا ہے کہ کوئی شاعر ایسا نہیں جس کے کلام میں شمع اور پروانے کا قصہ نہ آتا ہو۔... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسن تو کروڑوں شمعوں سے زیادہ ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے آپ کو سِرَاجًا مُّنِيْرًا (سورۃ الاحزاب:74) قرار دیا ہے اور سراج منیر قرار دینے میں جہاں اَور حکمتیں ہیں وہاں ایک عظیم الشان حکمت ان الفاظ میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو پروانوں کی طرح آپ پر جانیں قربان کرتے رہیں گے۔ جس طرح لیمپ روشن ہو تو پروانے اُس پر گرنے لگ جاتے ہیں۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ہمیشہ امّتِ محمدیہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو پروانوں کی طرح شمع محمدی پر قربان ہوتے رہیں گے۔ ... دیکھو! ہر زمانہ میں پروانے شمع پر نہیں گرتے۔ بلکہ برسات کے موسم میں گرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سِرَاجًا مُّنِيْرًا کہہ کر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا تھا کہ جب نورِ نبوت ظاہر ہو گا، جب الہام کی بارش آسمان سے اترے گی، جب عالَمِ روحانی میں برسات کا موسم ہو گا اُس وقت ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو پروانے بَن بَن کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شمع پر قربان ہو جائیں گے۔ اس سے پہلے زمانوں میں قرآن بے شک موجود تھا، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے والے مسلمان بے شک موجود تھے، دعائیں اور عبادتیں کرنے والے لوگ بے شک پائے جاتے تھے مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چراغ پر پروانے نہیں گر رہے تھے۔ لیکن ادھر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور ادھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پروانے گرنے لگ گئے۔ کیونکہ الہام اور وحی کی بارش کا وقت تھا۔ پس سِرَاجًا مُّنِيْرًا کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ جب بھی بارش وحی اور بارش الہام نازل ہو گی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پروانے گرنے شروع ہو جائیں گے جو آپ کی صداقت اور راستبازی کا ایک ثبوت ہو گا کہ الہام ہوتا ہے ''ب'' پر اور پروانے گرنے لگ جاتے ہیں ''الف'' پر۔ گویا یہ ثبوت ہو گا آپ کی صداقت کا اور یہ ثبوت ہو گا اس بات کا کہ آنے والا آپ کے شاگردوں اور آپ کے متبعین میں سے ہی ہے۔ وہ اُس چمنی کی طرح ہو گا جو روشنی کے ارد گرد ہوتی ہے۔ بے شک چمنی روشنی کو پھیلا رہی ہوتی ہے مگر پروانوں کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ چمنی کو چِیر کر روشنی تک پہنچ جائیں۔ اور اگر ننگی روشنی ہو تو وہ وہاں پہنچ جاتے اور شمع پر گر کر اپنی جان قربان کر دیتے ہیں۔...''

..........................(باقی آئندہ)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31مارچ 1944ء۔ خطبات محمود جلد 25صفحہ 226تا 238)

☆...☆...☆

کھڑے ہو کر پانی پینا صحت کے لئے مضر ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کی تصدیق تقریباً 1430 سال بعد سائنس نے کی ہے

راشد مبشر طلحہ۔یوکے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ الانبیاء آیت 31 میں فرماتا ہے کہ اس نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے۔زندہ چیزوں میں پرند چرند، نباتات، انسان وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن بہترین مخلوق انسان ہے جسے "اشرفُ المخلوقات" کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کو مبعوث کیا ہے جنہوں نے وقت کے ساتھ ساتھ انسانوں کو تہذیب سکھائی۔انبیاء میں سے سب سے افضل نبی ہمارے پیارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن پر کامل تعلیم یعنی قرآن کریم نازل ہوا۔ قرآن کریم سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ خواہشِ نفس سے کلام نہیں کیا کرتے تھے بلکہ آپ کا ہر قول خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ تھا۔(سورۃ النجم آیت 4 تا 7)۔ آپؐ کی باتوں کی حکمت بعض اوقات فوری طور پر سمجھ آجاتی تھی لیکن بعض اوقات وقت کے ساتھ ساتھ آپؐ کے اقوال زرّیں کے عظیم الشان نتائج رونما ہوتے تھے اور ابھی تک ہو رہے ہیں۔ آپؐ نے لوگوں کی مختلف پہلوؤں سے تربیت کی جو نہ صرف مذہب سے تعلق رکھتی تھی بلکہ روز مرہ زندگی کے معاملات سے بھی متعلق تھی۔

چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا ضرورت کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔[1]
بظاہر یہ بات بہت چھوٹی معلوم ہوتی ہے لیکن آج تقریباً 1430 سال بعد سائنس نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے کے کئی نقصانات ہیں۔یہ صحت کے لئے مضر ہے اور ایسا کرنا انسان کی زندگی پر گہرا منفی اثر پیدا کر سکتا ہے۔ اس بات سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات خاص ہے اور ان میں بہت سے پہلو چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات پر عمل کرنا یقیناً انسان کو فائدہ ہی پہنچاتا ہے۔ اس لئے ہمیں ہر ممکن کوشش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہئے۔

اب ہم آپ کو سائنس کے نقطۂ نظر سے کھڑے ہو کر پانی پینے کے بعض نقصانات سے آگاہ کرتے ہیں۔

Arthritis یعنی جوڑوں کا درد

کھڑے ہو کر پانی پینے کے نتیجہ میں آپ کو زندگی کے کسی حصہ میں arthritis یعنی جوڑوں کا درد ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ کھڑے ہو کر پانی پیتے ہیں تو آپ کے جسم میں مائع (fluid) کا توازن برقرار نہیں رہتا اور جوڑوں میں مائع کی زیادتی کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے جو بالآخر arthritis میں منتج ہوتا ہے۔ جوڑوں کی تکلیف میں کمر درد بھی شامل ہے۔

معدہ کی دیواروں پر پانی ٹکرانے کا نقصان

ماہر طبعیات نے ثابت کیا ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے کی وجہ سے پانی آپ کے معدہ کی دیواروں پر ٹکراتا ہے اور آپ کے نظام انہضام اور معدے کی نالیوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔

کھڑے ہو کر پانی پینا پیاس نہیں بجھاتا

کھڑے ہو کر پانی پینے سے آپ کی پیاس نہیں بجھتی۔ آپ کو زیادہ پینے کی طلب ہوتی ہے۔اس لئے بہتر اور یقیناً بہت بہتر ہے کہ بیٹھ کر چھوٹے چھوٹے گھونٹ لئے جائیں تا کہ آپ کی پیاس بھی بجھ جائے۔

کھڑے ہو کر پانی پینے کے نتیجہ میں بدہضمی ہوتی ہے

ایک اَور بات جو سائنسدانوں نے ثابت کی ہے وہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے سے بدہضمی ہوتی ہے اور آپ کے پٹھے اور اعصابی نظام relaxed نہیں ہوتے۔ اگر پٹھے اور اعصابی نظام relaxed ہوں تو آپ کا معدہ کھانے پینے کو جلد process کر کے ہضم کرتا ہے اور آپ کا نظام انہضام بھی فعّال ہو جاتا ہے۔

فِلٹر کرنے کا عمل متأثر ہوتا ہے

کھڑے ہو کر پانی پینے کا ایک اور نقصان یہ ہے کہ جب آپ کھڑے ہو کر پانی پیتے ہیں تو آپ کے گُردے پانی کو صحیح فِلٹر نہیں کر پاتے۔ بہت سی گندگی گُردوں اور مثانے میں باقی رہتی ہے جس کے نتیجہ میں پیشاب کی نالی میں خرابی واقع ہو سکتی ہے اور مستقلاً آپ کے گُردوں میں تکلیف رہ سکتی ہے۔

جسم میں تیزابیت کم نہیں ہوتی

آیورویدک یعنی ہندی علم طب میں بھی اس بات کا ذکر ہے کہ پانی آہستہ آہستہ اور چھوٹے گھونٹ لے کر پینا چاہیے۔اس طرح جسم میں تیزابی مادہ صحیح طریق پر پانی کی صحیح مقدار کی آمیزش سے پتلا ہوتا ہے۔

سینے میں جلن اور السر ہونے کا خطرہ

جب آپ کھڑے ہو کر پانی پیتے ہیں تو پانی کھانے کی نالی کے نچلے حصہ پر بھی زور سے ٹکراتا ہے۔کھانے کی نالی کے نچلے حصہ کے آخر پر ایک جوڑ ہے جو sphincter کہلاتا ہے اور یہ معدہ سے پہلے واقع ہے۔ یہ جوڑ پانی کے ٹکرانے سے خراب ہو سکتا ہے۔اور بند ہونے کی بجائے وقت کے ساتھ ساتھ کُھل جاتا ہے جس کے نتیجہ میں معدہ میں تیزابی مادہ کھانے کی نالی کی طرف واپس بہہ جاتا ہے جس سے سینے میں جلن پیدا ہو سکتی ہے اور السر بھی ہو سکتا ہے۔

جب پانی کھڑے ہو کر پیا جائے تو پٹھے تناؤ کا شکار ہوتے ہیں

جب انسان کھڑے ہو کر پانی پیتا ہے تو جسم میں ایک ایسا نظام چالو ہو جاتا ہے جس سے پٹھے تناؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس جب آپ بیٹھ کر پانی پیتے ہیں تو آپ کے جسم کا ایک ایسا نظام چالو ہوتا ہے جس سے آپ کے ہوش و حواس کے نظام کو سکون ملتا ہے اور ہاضمہ بھی آرام محسوس کرتا ہے اور اُسے تقویت ملتی ہے۔[2]

پس ان نکات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات قابلِ اطاعت ہے۔ہم آپؐ کی باتوں کو سمجھیں یا نہ سمجھیں ہمارا فرض ہے کہ ان باتوں کو حتی الوسع اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے کھڑے ہو کر پانی کیوں پیا؟

آخر پر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے تو آپؐ نے بعض موقعوں پر کھڑے ہو کر پانی کیوں پیا؟ مثلاً ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا جو آپؐ نے کھڑے ہو کر پیا۔[3] اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام ایک کامل مذہب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے عمل سے ہی اس بات کی وضاحت فرما دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کام میں موقع اور محل کے مطابق سہولت فراہم کی ہوئی ہے۔ کھڑے ہو کر پانی پینا کوئی شرعی بات نہیں ہے لیکن شریعت میں بھی عام حالات میں مقررہ طریق سمجھایا گیا ہے اور استثنائی حالات میں اَور طریقوں سے اُس کام کی ادائیگی کی رہنمائی موجود ہے۔ مثلاً نماز ہے۔ عام حالات میں نماز کھڑے ہو کر پڑھی جاتی۔ لیکن مجبوری کے وقت بیٹھ کر نماز پڑھنا اور اشد مجبوری میں لیٹ کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ چنانچہ یہی بات کھڑے ہو کر پانی پینے کے متعلق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بہتر طریق سے آگاہ کر دیا ہے۔ اور اس زمانہ میں سائنس نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ یہی بہتر طریق ہے۔ لیکن مجبوری کے وقت کھڑے ہو کر پانی بھی پیا جا سکتا ہے۔ پس اسلام کی کامل تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے مطابق ہماری بہترین رہنمائی اپنے اندر کیا ہی حُسن رکھتی ہے کہ ہر حال میں اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر آن اس تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

....

ماخوذات:

1۔(مسلم کتاب الاشربۃ باب کراھیۃالشرب قائما)

2۔ http://www.wellordie.com/health/dont-drink-/water-while-standing

3۔ (ترمذی کتاب الاشربۃ باب کراھیۃ النفخ فی الشراب)

☆...☆...☆

روزہ رکھنے کی عمر کیا ہے؟

''پندرہ سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے دیکھا ہے عام طور پر لوگ ایک پہلو کی طرف لگ جاتے ہیں۔ کئی ہیں جو نمازوں میں سُست ہیں اور باقاعدہ وقت پر نمازیں ادا نہیں کرتے۔ کئی جو نماز تو پڑھتے ہیں لیکن باجماعت نماز نہیں پڑھتے یا کم از کم باجماعت نماز ادا کرنے کا ان کو خیال نہیں ہوتا۔ لیکن روزوں کے ایام میں وہ روزوں کی ایسی پابندی کریں گے کہ خواہ ڈاکٹر بھی ان کو کہہ دے کہ تمہارے حق میں روزہ اچھا نہیں اور تم خطرے میں پڑ جاؤ گے تب بھی روزہ ترک نہیں کریں گے حتی کہ بیماری میں روزہ رکھیں گے۔

روزہ رکھنے کی عمر: پھر کئی ہیں جو چھوٹے بچوں سے بھی روزہ رکھواتے ہیں حالانکہ ہر ایک فرض اور حکم کے لئے الگ الگ حدیں اور الگ الگ وقت ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک بعض احکام کا زمانہ چار سال کی عمر سے شروع ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ سات سال سے بارہ سال تک ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ پندرہ یا اٹھارہ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے۔ میرے نزدیک روزوں کا حکم پندرہ سال سے اٹھارہ سال تک کی عمر کے بچے پر عائد ہوتا ہے اور یہی بلوغت کی حد ہے۔

بچوں کو روزہ رکھانا: میرے نزدیک اس سے پہلے بچوں سے روزے رکھوانا ان کی صحت پر بہت بُرا اثر ڈالتا ہے کیونکہ وہ زمانہ ان کے لئے ایسا ہوتا ہے جس میں وہ طاقت اور قوت حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ پس اس زمانہ میں کہ وہ طاقت اور قوت کے ذخیرہ کو جمع کر رہے ہوتے ہیں اس وقت ان کی طاقت کو دبانا اور بڑھنے نہ دینا ان کے لئے سخت مضر ہے۔

بارہ سال کی کم عمر کے بچے سے روزہ رکھوانا تو میرے نزدیک ایک جرم ہے اور بارہ سال سے پندرہ سال کی عمر کے بچے کو اگر کوئی روزہ رکھواتا ہے تو غلطی کرتا ہے۔ پندرہ سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔

مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں روزہ نہیں رکھنے دیتے تھے۔ اور بجائے اس کے کہ ہمیں روزہ رکھنے کے متعلق کسی قسم کی تحریک کرنا پسند کریں ہمیشہ ہم پر روزہ کا رعب ڈالتے تھے۔

تو بچوں کی صحت کو قائم رکھنے اور ان کی قوت بڑھانے کے لئے روزہ رکھنے سے انہیں روکنا چاہئے۔ اس کے بعد جب ان پر وہ زمانہ آجائے جب وہ اپنی قوت کو پہنچ جائیں جو پندرہ سال کی عمر کا زمانہ ہے تو پھر ان سے روزے رکھوائے جائیں اور وہ بھی آہستگی کے ساتھ۔ پہلے سال جتنے رکھیں دوسرے سال اس سے کچھ زیادہ اور تیسرے سال اس سے زیادہ رکھوائے جائیں۔ اس طرح بتدریج اس وقت ان کو روزہ کا عادی بنایا جائے۔

روزہ نہ رکھنے والے: اس کے مقابل میں میرے نزدیک ایسے لوگ بھی ہیں جو روزہ کو بالکل معمولی حکم تصوّر کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی وجہ کی بناء پر روزہ ترک کر دیتے ہیں بلکہ اس خیال سے بھی کہ ہم بیمار ہو جائیں گے روزہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں کہ آدمی خیال کرے میں بیمار ہو جاؤں گا۔ میں نے تو آج تک کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو یہ کہہ سکے کہ میں بیمار نہیں ہوں گا۔ پس بیماری کا خیال روزے ترک کرنے کی جائز وجہ نہیں ہو سکتا۔ پھر بعض اس عذر پر روزہ نہیں رکھتے کہ انہیں بہت بھوک لگتی ہے حالانکہ کون نہیں جانتا کہ روزہ رکھنے سے بھوک لگتی ہے جو روزہ رکھے گا اس کو ضرور بھوک لگے گی۔ روزہ تو ہوتا ہی اس لئے ہے کہ بھوک لگے اور انسان اس بھوک کو برداشت کرے۔ جب روزہ کی یہ غرض ہے تو پھر بھوک کا سوال کیسا۔

پھر کئی ہیں جو ضعف ہو جانے کے خیال سے روزہ نہیں رکھتے۔ حالانکہ کوئی بھی ایسا آدمی نہیں جس کو روزہ رکھنے سے ضعف نہ ہوتا ہو۔ جب وہ کھانا پینا چھوڑ دے گا تو ضرور ضعف بھی ہو گا اور ایسا آدمی

کوئی نہیں ملے گا جو روزہ رکھے اور ضعف نہ ہو۔

(فرمودات مصلح موعودؓ صفحہ 163)

قرآن کریم میں صرف بیمار اور مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز قرار دیا ہے۔ دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ کے لئے کوئی ایسا حکم نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیمار کی حد میں رکھا ہے۔ اسی طرح وہ بچے بھی بیمار کی حد میں ہیں جن کے اجسام ابھی نشو و نما پا رہے ہیں خصوصاً وہ جو امتحان کی تیاری میں مصروف ہوں۔ ان دنوں ان کے دماغ پر اس قدر بوجھ ہوتا ہے کہ بعض پاگل ہو جاتے ہیں۔ کئی ایک کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ پس اس کا کیا فائدہ ہے کہ ایک بار روزہ رکھ لیا اور پھر ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔

(فرمودات مصلح موعودؓ صفحہ 166 تا 167)

☆...☆...☆

بقیہ: حضور انور کی مصروفیات پر مشتمل ڈائری
از صفحہ نمبر 23..

اثنا میں حضور انور نے اپنے پوتے "سعد" (صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب کے بیٹے، بعمر 8 سال) کی طرف دیکھا اور اُس سے دریافت فرمایا کہ وہ معائنہ کے دوران قافلہ کے ساتھ چلتے چلتے تھک تو نہیں گیا؟ اس کے جواب میں "سعد" نے اپنے دادا (حضور انور) کی طرف دیکھا اور نفی میں سر ہلایا اور کہا کہ وہ نہیں تھکا۔ یہ لمحہ دل کو موہ لینے والا ایک لمحہ تھا۔

....

لندن کے لئے روانگی

حضور انور نے نماز مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھائیں اور اس کے بعد مسجد فضل کے لئے روانہ ہوئے۔ قافلہ کو لندن پہنچتے پہنچتے رات 10 بجکر 30 منٹ ہو گئے تھے۔

جوں جوں دن گزرتے گئے اور جلسہ سالانہ کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا گیا توں توں شاملین جلسہ کا ہجوم اور مسجد فضل کے گردو نواح میں روحانی ماحول بڑھتا گیا۔ روز بروز ملاقات کرنے والی فیملیز کی تعداد بڑھتی گئی۔ لندن میں عام طور پر حضور انور ملاقات کے وقت میں 25 فیملیز سے ملتے ہیں لیکن جلسہ سالانہ کے ایام میں حضور 70 یا 80 فیملیز سے بھی ملے اور بعض خاص دنوں میں یہ تعداد تقریباً 100 کے لگ بھگ بھی ہو جاتی۔

☆...☆...☆

بقیہ: اَللُّغَةُ الْعَرَبِيَّةُ از صفحہ نمبر 31

اب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ حروف جارہ کون سے ہیں۔

1۔ بِ۔ 2۔ تَ۔ 3۔ كَ۔ 4۔ لِ۔ 5۔ وَ۔ 6۔ مُذْ۔ 7۔ مُنْذُ۔ 8۔ رُبَّ۔ 9۔ حَاشَا۔ 10۔ خَلَا۔ 11۔ عَدَا۔ 12۔ مِنْ۔ 13۔ اِلٰی۔ 14۔ حَتّٰی۔ 15۔ فِيْ۔ 16۔ عَنْ۔ 17۔ عَلٰی۔

قرآن کریم میں سے چند مثالیں پیش ہیں: بِسْمِ اللّٰہِ۔ اللہ کے نام کے ساتھ۔ (سورۃ الفاتحۃ:1)

تَاللّٰہِ۔ اللہ کی قسم! (سورۃ یوسف:74) كَالْفَرَاشِ۔ ٹڈیوں کی طرح۔ (سورۃ القارعۃ:5)

اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ۔ جب ہم نے فرشتوں کو کہا۔ (سورۃ البقرۃ:35)

وَاللّٰہِ رَبِّنَا۔ اللہ ہمارے ربّ کی قسم! (سورۃ الانعام:24) مِنَ النَّاسِ۔ لوگوں میں سے۔ (سورۃ البقرۃ:9)

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ (سورۃ البقرۃ:8)

....(مزید تفصیلات اگلے شمارہ میں۔ انشاء اللہ)

اَللُّغَةُ الْعَرَبِيَّةُ

مَجْرُوْرَات (سبق نمبر 1)

عربی میں مجرور وہ اسم ہے جس سے پہلے حرف جار آئے اور اس لیے اس اسم کے آخری حرف پر زیر آئے یا جس اسم کے آخری حرف پر اس کے مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے زیر آئے وہ بھی مجرور کہلاتا ہے۔ کسی اسم کے مجرور ہونے کی یہی دو صورتیں ہیں۔ ان میں سے ایک صورت کے بارہ میں ہم آپ کو آج کچھ بتائیں گے اور وہ ہے:

حروف جارہ (Preposition)

حروف جارہ انگریزی میں Preposition کہلاتے ہیں۔ عربی میں جن حروف کی وجہ سے کسی اسم کے آخر پر زیر یعنی کسرہ آرہی ہو انہیں حروف جارہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً "فِيْ" حروف جارہ میں سے ہے۔ جس اسم پر "فِيْ" کا اثر ہو گا اُس کے آخر پر کسرہ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَ تَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمَاتٍ (سورۃ البقرۃ آیت 18)

بامحاورہ ترجمہ: اور (اللہ نے) انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا۔ اس آیت میں فِيْ کے بعد ظُلُمَاتٍ آیا ہے۔ آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ ظُلُمَاتٍ پر فِيْ کا اثر ہوا ہے اس لئے اس کے آخر پر کسرہ کی علامت یعنی ◌ٍ آئی ہے۔ اس بات کو واضح کرنے کے لئے ایک اَور مثال پیش ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا تھا کہ: اِنِّيْ اُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِي الدَّارِ

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 10)

ترجمہ: یقیناً مَیں ہر کسی کی حفاظت کروں گا جو تیرے (خاص) گھر میں ہو گا۔ یہاں بھی آپ نے دیکھا ہو گا کہ فِيْ کے بعد کسرہ آئی ہے یعنی ◌ِ ۔

اس موقع پر ہم آپ کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ ظُلُمَاتٍ پر تنوین یعنی ◌ٍ کیوں آئی ہے اور الدَّارِ پر صرف کسرہ یعنی ◌ِ کیوں آئی ہے۔ حرفِ جرّ کا اثر اگر کسی اسم نکرہ یعنی CommonNoun پر ہو رہا ہو تو اس پر ◌ٍ آئے گی۔ اور اگر کسی اسم معرفہ یعنی ProperNoun پر ہو رہا ہو تو ◌ِ آئے گی۔ فی الحال یہ بات یاد رکھیں کہ اسم نکرہ وہ اسم ہے جو ایک ہی قسم کی تمام چیزوں پر بولا جائے جیسے رَجُلٌ (آدمی)۔ تُفَّاحَةٌ (سیب)۔ كِتَابٌ۔ اور اسم معرفہ وہ اسم ہے جو کسی خاص شخص، جگہ یا چیز کا نام ہو جیسے محمد ﷺ، مکّہ، چولہ بابانانک۔ عربی میں اسم معرفہ کی ایک علامت "ال" ہے۔ "دَار" کا مطلب عربی میں "گھر" ہے۔ لیکن چونکہ اس الہام میں ایک خاص گھر مراد ہے اس لئے "دَار" کا لفظ "ال" کے ساتھ آیا ہے جس نے اُسے اسم معرفہ بنا دیا ہے۔

(باقی صفحہ 31 پر ملاحظہ فرمائیں)